ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد19 | جمعۃ المبارک20/جولائی2012ء — 29/شعبان 1433 ہجری قمری ❁ 20/وفا 1391 ہجری شمسی | شمارہ 29

رمضان میں انفاق فی سبیل اللّٰہ

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو آپ کی سخاوت پہلے سے بھی بڑھ جایا کرتی تھی اور آپ ﷺ تیز ہواؤں سے بھی زیادہ جودوسخا کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی حدیث نمبر5)

2009ء اور 2010ء کے دوران جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا احسانات کا روح پرور تذکرہ۔

87 ممالک سے واقفین نَو کی کل تعداد 41 ہزار 220 ہوگئی ہے۔

احمدیہ ویب سائٹ ، پریس اینڈ پبلیکیشن کے شعبوں کی کارکردگی کا تذکرہ ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 119 ممالک کی 407 قوموں سے تعلق رکھنے والے 4 لاکھ 58 ہزار 760 افراد بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔
نومبائعین سے رابطہ اور بیعتوں کے دوران ظاہر ہونے والے ایمان افروز واقعات کا روح پرور بیان۔

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اب یہ تعداد ایک لاکھ 9 ہزار ہو چکی ہے۔

احباب کی مالی قربانی کے ایمان افروزواقعات کا تذکرہ۔

(حدیقۃ المہدی کے وسیع اور خوبصورت مرکز میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44 ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے خطاب میں
عالمگیر جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے بے پایاں افضال و انعامات کا روح پرور تذکرہ)

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے 44ویں جلسہ سالانہ کے دوسرے روز 31/جولائی 2010ء کو بعد دوپہر
حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

(تیسری وآخری قسط)

تحریکِ وقفِ نو

تحریکِ وقفِ نو، اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال 2 ہزار 139 واقفین نو کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافے کے ساتھ واقفین کی کل تعداد 41 ہزار 220 ہوگئی ہے۔ اور 87 ممالک سے واقفین شامل ہیں۔ لڑکوں کی تعداد 26 ہزار 67 ہے اور لڑکیوں کی تعداد 15 ہزار 153 ہے۔ پاکستان کے واقفینِ نو کی مجموعی تعداد 24 ہزار 309 ہے۔ بیرونِ پاکستان 16 ہزار 911 ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک 98 واقفین اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنی خدمات جماعت کو پیش کر چکے ہیں اور مصروفِ عمل ہیں۔ واقفینِ نو میں بھی سب سے زیادہ پاکستان میں، ربوہ میں ہیں۔

احمدیہ ویب سائٹ

ایک احمدیہ ویب سائٹ ہے اس میں بھی مختلف زبانوں میں کافی لٹریچر موجود ہے۔

پریس اینڈ پبلیکیشن

پریس اینڈ پبلیکیشن کا شعبہ ہے، اس کے تحت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔

نومبائعین سے رابطہ

نومبائعین سے رابطہ ایک بہت اہم کام ہے۔ ایک رابطہ جو ٹوٹ گیا تھا اس کو نئے سرے سے بحال کیا گیا ہے۔ اور اس میں ہمیشہ کی طرح غانا سرِ فہرست ہے۔ انہوں نے دورانِ سال ساٹھ ہزار مزید نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے۔ اور گزشتہ پانچ سالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے 8 لاکھ 78 ہزار 800 نومبائعین سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ دوسرے نمبر پر نائیجیریا ہے انہوں نے امسال 34 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے اس طرح اب تک یہ کل 5 لاکھ 21 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال کر چکے ہیں جو پچھلے کئی سالوں سے ختم ہو چکا تھا۔ بورکینا فاسو ہے، انہوں نے اس سال 16 ہزار 600 نومبائعین سے رابطہ زندہ کیا ہے۔ اور اب تک 2 لاکھ 19 ہزار سے رابطہ بحال کر چکے ہیں۔ آئیوری کوسٹ نے 11 ہزار نومبائعین سے رابطہ کیا ہے۔ ان چار سالوں میں 47 ہزار نومبائعین سے رابطہ کر چکے ہیں۔ سیرالیون نے اس سال 165 گاؤں کے 65 ہزار نومبائعین سے رابطہ کیا ہے اور ان کو نظام میں شامل کیا ہے، اس طرح ایک لاکھ ایک ہزار آٹھ سو نو (101809) نومبائعین سے رابطہ کر چکے ہیں۔ ہندوستان میں جو دورانِ سال رابطے ہوئے ہیں وہ ایک ہزار 811 ہیں۔ اور اب تک 79 ہزار 712 نومبائعین سے رابطے بحال ہو چکے ہیں۔ بنگلہ دیش نے اللہ کے فضل سے ایک ہزار پانچ سو (1500) سے زائد نومبائعین سے اپنا رابطہ زندہ کیا ہے۔ کینیا نے 10 ہزار نومبائعین سے رابطہ بحال کیا ہے۔ اور 42 ہزار نومبائعین سے رابطہ قائم کر چکے ہیں۔ کینیا نے ایتھوپیا میں وفود بھیج کر 965 نومبائعین سے رابطہ قائم کیا ہے، صومالیہ میں بھی 456 نومبائعین سے رابطہ کیا گیا ہے۔ یوگنڈا میں اس سال 30 مقامات پر 4 ہزار سے زائد نومبائعین سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ بینن نے 265 دیہات کے 24 ہزار 700 نومبائعین سے رابطہ قائم کیا۔ لائبیریا نے دورانِ سال مزید 750 نومبائعین سے رابطہ قائم کیا وہاں پر پہلے بھی بیعتیں تھوڑی تھیں۔ مالی نے 3 ہزار 3 سو نومبائعین سے رابطہ قائم کیا۔

نئی بیعتوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال اب تک بیعتوں کی کل تعداد 4 لاکھ 58 ہزار 760 ہے۔ 119 ممالک سے 407 قومیں احمدیت میں شامل ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل عالمی بیعت میں ان کی نمائندگی ہوگی۔

جماعت نائیجیریا کو اس سال ایک لاکھ 41 ہزار بیعتوں کی توفیق ملی۔ 43 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ 72 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ غانا کو 47 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی ہے۔ 10 مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ 14 مقامات پر جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ مالی میں 94 ہزار بیعتیں ہوئی ہیں۔ 101 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ 35 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ برکینا فاسو میں 23 ہزار 265 لوگ دورانِ سال احمدیت میں داخل ہوئے۔ 79 مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اور 42 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آئیوری کوسٹ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ سال 10 ہزار 700 بیعتیں ہوئیں۔ اور 28 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا۔ سینیگال کو اس سال 35 ہزار سے اوپر بیعتوں کی توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ بینن کو اس سال 21 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ جماعت نائیجر کو امسال 15 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ یوگنڈا کو اس سال 5 ہزار سے زائد بیعتوں کی توفیق ملی۔ یہاں 16 نئے مقامات پر جماعت کا نفوذ ہوا

ہے۔ کینیا کو اس سال 3 ہزار 793 بیعتوں اور صومالیہ کو 140 کے حصول کی توفیق ملی۔ ایتھوپیا میں 111 بیعتیں ہوئیں۔ اس سال سیرالیون کو 31 ہزار 600 بیعتوں کی توفیق ملی۔ اور 125 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ کانگو برازویل کو دورانِ سال 10 ہزار نئی بیعتیں حاصل ہوئیں۔ ہندوستان میں اس سال 2 ہزار 895 بیعتیں ہوئیں۔ اور پندرہ ائمہ مساجد اور ایک مفتی صاحب نے بھی احمدیت قبول کی۔ اور اللہ کے فضل سے ایمان اور اخلاص سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اب یہ تمام ممالک جو ہیں جہاں بیعتیں ہو رہی ہیں، ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نومبائعین سے رابطے کے ساتھ ساتھ، جن سے پچھلے رابطے قائم کر رہے ہیں ان کو رابطوں میں مضبوط تر کرنا ہے۔ اور ایک لمحے کے لئے بھی ان سے نظریں نہیں اٹھانیں۔

بیعتوں کے دوران بعض واقعات

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ لاہور کی دو مساجد میں ہونے والی شہادتوں کو جماعت احمدیہ بینن میں جہاں جہاں ایم۔ٹی۔اے کی سہولت موجود تھی، عوام نے دیکھا اور بعض جگہوں پر احمدی تو احمدی، غیر احمدی عیسائی بھی رو رہے تھے۔ پوبے (Pobe) ریجن کے مبلغ سلسلہ قیصر محمود طاہر بتاتے ہیں کہ اس سے اگلے دن ان کے ریجنل صدران کی میٹنگ تھی۔ اس دن تمام جماعتوں کے صدران نے کہا کہ ہمیں بتائیں ہم اپنے ان بھائیوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں؟ ان سب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور بعض نومبائعین نے تو جذبات میں آ کر کہا کہ ہمیں بھی انتقام لینا چاہئے۔ جس پر ان کو میرا بتایا اور ارشادات سنائے گئے کہ حضور نے صبر اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہی ہمارا انتقام ہے۔ انہی دنوں ایک عیسائی آدیچے کا دیو صاحب جو کچھ عرصے سے ہمارے لوکل معلم کے زیرِ تبلیغ چلے آ رہے تھے۔ تمام دلائل سننے کے بعد بھی ماننے کو نہیں آتے تھے انہوں نے جب اس واقعہ کو ٹی وی پر دیکھا اور پھر میرا خطبہ سنا کہ ہم نے صبر کرنا ہے اور دعائیں کرنی ہیں تو بے اختیار اس نے کہا یہ کام ایک سچی جماعت کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور اسی لمحے اس نے بیعت کر لی۔

بینن کے شمال مشرق کے ایک شہر باسیلہ میں ہمارے لوکل مشنری آلیو حسینی صاحب وہاں کے ریجنل ریڈیو پر ہفتہ وار تبلیغ کرتے ہیں۔ 28 رجون 2010ء کو تبلیغ جاری تھی کہ فون آنے شروع ہوئے کہ امام صاحب آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دیکھتے نہیں کہ ہمارے علاقے میں قحط سالی ہے اور فصلیں سڑ گئی ہیں، جل رہی ہیں، اب تو جانور بھی بھوکے رہنے لگے ہیں۔ آپ لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں تو دعا کر کے بارش کیوں نہیں برسوا لیتے۔ آلیو صاحب بیان کرتے ہیں کہ ریڈیو پر تبلیغ کے دوران مَیں نے اعلان کیا کہ قحط سالی عوام کی شامتِ اعمال سے ہوتی ہے اور قرآنِ کریم میں لکھا ہے کہ جو لوگ خدائے رب العالمین سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں وہ ان پر بارش برساتا ہے۔ تو میں عوام کو اس طرف بلاتا ہوں کہ آؤ سارے مل کر اپنی اپنی جگہ استغفار کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور بارش کے نزول کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ ریڈیو پر ہی مَیں نے دعائے مغفرت اور دعائے استسقاء کی اور بارش برسنے کے لئے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی۔ موسلا دھار بارش ہوئی اور جل تھل ہوگیا۔ اس رحمتِ خداوندی کے ظہور کے بعد اس علاقے میں بفضلہٖ تعالیٰ سات سو بیعتیں ہوئیں۔

ضیاء اللہ ظفر صاحب مربی سلسلہ لونسر (Lunsar) (سیرالیون) بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سیرالیون کے بعد ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں جلسے میں شامل ہونے والے دوست سلیمان کمارا نے جب بیعت کی تو خاکسار نے استفسار کیا کہ آپ نے ایسی کیا بات دیکھی جس کی بنا پر آپ احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں اس بار جب جلسے میں شامل ہوا تو میں نے وہاں ایسی باتیں دیکھیں جو دنیا کے میلوں ٹھیلوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اتنے سارے لوگ صبح نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں۔ جلسے کا انتظام غیر معمولی تھا۔ اتنے سب افراد کو وافر کھانا دینا، پانی مہیا کرنا، بہترین رہائش مہیا کرنا، علاوہ ازیں اتنے تمام لوگوں کا پورے سکون سے بیٹھ کر سارے پروگرام کو سننا ایسے امور تھے جنہوں نے میرا دل کھینچ لیا اور میں بیعت کئے بنا نہیں رہ سکا۔

ناصر محمود صاحب کینیا سے لکھتے ہیں کہ Kifyonzo نامی گاؤں میں کافی عرصے سے ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہے، اس جگہ پر دورانِ سال ایک تبلیغی میٹنگ رکھی گئی۔ یہ علاقہ کافی دور واقع ہے۔ جب یہاں تبلیغی جلسے کرنے کا پروگرام بنا تو وہ شدید بارشوں کے دن تھے اور اس دن بھی رات سے مسلسل بارش ہو رہی تھی۔ صبح جب ہم مشن ہاؤس سے اس جگہ کے لئے نکلے تو خاکسار اور وفد میں موجود احباب کو تشویش لاحق تھی کہ شاید آج جلسہ نہ ہو سکے مگر طے یہی پایا کہ اللہ کی راہ میں نکل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود مدد فرمائے گا۔ سارا راستہ شدید بارش جاری رہی جس کی وجہ سے راستہ میں شدید پھسلن اور کیچڑ تھا۔ خاکسار کے ساتھ موجود بعض احباب جنہوں نے پہلے راستہ نہیں دیکھا تھا انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس راستہ میں تو عام حالات میں سفر کرنا ممکن نہیں ہے کجا یہ کہ یہاں شدید بارش ہے۔ بہرحال ہم وہاں منزل تک پہنچ گئے اور خوشی یہ ہوئی کہ لوگ وہاں موجود تھے جن کو دیکھ کر ان کو بھی حیرت ہوئی اور خوشی بھی ہوئی۔ حیرت اس بات کی کہ عام حالات اور دنوں میں بھی اس قدر لوگ تبلیغی جلسوں میں حاضر نہیں ہوتے لیکن اس قدر شدید خراب موسم میں بھی موجود تھے۔ اور خوشی اس بات کی کہ سب آج وقت کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام سننے کے لئے موجود ہیں تو وہاں اس طرح جذبہ سے لوگ آئے۔

رؤیا صادقہ کے ذریعے قبولِ احمدیت کے واقعات

رؤیائے صادقہ کے ذریعہ قبول احمدیت کے کچھ واقعات بیان کر دیتا ہوں۔

✿......امیر صاحب بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ درابوالحسن معلم رِدگو لکھتے ہیں کہ خاکسار جب ایک گاؤں وروکوں میں تبلیغ کے لئے گیا تو رات کو تبلیغ کی۔ تمام اختلافی مسائل کے بعد ان کو جماعت کا نظام بتانے لگا اور خلیفہ وقت کا بتایا تو امام وانی سعیدو صاحب نے مجھے روک کر کہا کہ آپ نے خلیفہ کا لفظ بولا ہے۔ مَیں آپ کو اپنا ایک خواب سنانا چاہتا ہوں جو کہ آج تعبیر ہو کر میرے سامنے آیا ہے۔ یہ خواب کافی عرصہ پہلے دیکھا تھا لیکن مَیں نے کسی کو نہیں سنایا۔ جب آپ نے لفظ خلیفہ بولا تو مجھے اپنی خواب یاد آ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ خلیفہ وقت آئے ہیں اور ہم گاؤں کے تمام لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ اور خلیفہ وقت کھڑے ہیں اور لوگوں کو اٹھا رہے ہیں اور میں نیند سے اسی حالت میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ہمارا گاؤں بہت دُور جنگل میں ہے جہاں کوئی بھی تبلیغ کے لئے نہیں آتا۔ صرف آپ ہی ہیں جو آئے ہیں۔ معلم صاحب نے ان کو بتایا کہ اس وقت دنیا میں خلیفۂ وقت کی یہ نعمت صرف جماعتِ احمدیہ کے پاس ہے۔ ایک خلیفہ ہے جو دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہے۔ وہ کھڑے ہیں اور آپ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا رہے ہیں۔ الحمدللہ اس خواب کی بدولت امام صاحب سمیت دوسو پچیس افراد جماعت میں شامل ہوئے۔

✿......امیر صاحب بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ لیو (Leo) ریجن کے ایک دوست بارے عثمان صاحب نے بیان کیا کہ میں احمدیت کا شدید مخالف تھا اور جب لوگ احمدیت کے خلاف تبلیغ کرتے تو مجھے اچھا لگتا تھا۔ جب ریڈیو اسلامک احمدیہ لیو (Leo) شروع ہوا تو مَیں اپنی نفرت کی وجہ سے ریڈیو نہ سنتا تھا اور جب ایک دن پتہ چلا کہ ریڈیو کا انٹینا گر گیا تو لوگوں نے کہنا شروع کیا، دیکھا جھوٹ تھا اس لئے ان کے ریڈیو کا انٹینا گر گیا ہے۔ وہاں بڑا طوفان آیا تھا۔ ایک دن میں سویا ہوا تھا تو خواب میں ایک آدمی بالکل سفید لباس میں نظر آیا۔ مَیں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے بتایا کہ وہ خدا تعالیٰ کا فرشتہ ہے۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ لوگ جو کہہ رہے ہیں کہ احمدیہ ریڈیو کا انٹینا جھوٹا ہونے کی وجہ سے گرا ہے یہ غلط بات ہے۔ خدا تعالیٰ بہت جلد اس سے بہتر انٹینا لے آئے گا۔ لوگوں کی باتوں کو چھوڑو۔ یہ لوگ منافق ہیں۔ سچائی صرف احمدیت ہی میں ہے۔ پھر مَیں نے اس فرشتے سے پوچھا کہ میں سچائی کو کس طرح جان سکتا ہوں۔ اس فرشتے نے کہا کہ صرف ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پکڑ لو۔ پھر میں بیدار ہوگیا۔ اس خواب کے بعد احمدیت کی سچائی میں کوئی شک باقی نہ رہ گیا۔ اس خواب کے بعد ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ریڈیو پر احمدیت کا پیغام سنا اور اس میں بار بار ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ذکر آ رہا تھا۔ دراصل یہ خطبہ کا ترجمہ نشر ہو رہا تھا جو اس نے سنا۔ چنانچہ اس کے بعد بارے عثمان صاحب آئے اور اپنے تمام سوالوں کا جواب پا کر بہت خوش ہوئے۔ اور پھر مجھے بھی انہوں نے ٹی وی پر دیکھا اور کہا کہ بس میں آپ کے ساتھ ہوں اور بیعت کرتا ہوں۔ دعا کریں کہ جب میں اگلی دفعہ آؤں تو میرا پورا گاؤں احمدیت میں داخل ہو چکا ہو۔

✿......بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ نومبر 2009ء میں ہمارے لوکل مشنری حسینی آلیو صاحب باسیلہ ریجن کے گاؤں واکے (Wake) میں تبلیغ کی غرض سے گئے۔ تبلیغ جاری تھی کہ ایک آدمی محمد نامی صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ ٹھہرو میں تمہیں اپنی خواب بتاتا ہوں جو چند دن ہوئے میں نے دیکھا ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع ہے۔ خوبصورت سٹیج ہے اور ایک روحانی ماحول ہے اور ہر لحہ ربّ کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ بڑا مجمع افریقیوں کا ہے لیکن چند ایک White، سفید فام آدمی بھی ہیں۔ اور تم جو باتیں کر رہے ہو ایسی ہی باتیں وہاں بھی بار بار آ کر لوگ کرتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی حقیقت بتاتے ہیں اور اصل مذہب کی پہچان کروا رہے ہیں۔ خواب سنانے کے بعد کہنے لگے کہ باتیں تو تمہاری ویسی ہی ہیں مگر نظارہ وہ نہیں ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ اس پر ہمارے لوکل مشنری نے ان سے کہا کہ بیس پچیس دن کے بعد 18 دسمبر 2009ء کو ہمارا جلسہ ہے، وہ آ کر اٹینڈ (Attend) کرو۔ چنانچہ اس کے پروگرام میں وہ آ کر شامل ہوئے اور پہلا ہی دن گزرا تھا کہ شام کو بڑے جذباتی ہو کر آئے اور روتے ہوئے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے کہ یہی نظارہ مَیں نے دیکھا تھا اور دو سو تیس مزید بیعتیں بھی اس گاؤں سے ملیں۔

✿......مالی (Mali) میں کولنجیا سے پندرہ کلو میٹر دور ایک گاؤں فلالا کونی سے ایک شخص ڈومبیا عبدو دومبیا صاحب مشن ہاؤس آئے اور انہوں نے بتایا کہ مَیں احمدیوں کو اچھا نہیں سمجھتا تھا لیکن کل رات مَیں نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے ہیں اور آپ نے فرمایا احمدی سچے ہیں اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس لئے مَیں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنی فیملی سمیت اکتیس افراد کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ اور تمام چندہ جات میں شامل ہونے کا وعدہ کرتا ہوں۔

✿......کرغزستان کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ نو احمدی تِنچ تک (Tinchtik) صاحب جب زیرِ تبلیغ تھے اور گاہے بگاہے مشن ہاؤس تشریف لایا کرتے تھے تو بیعت سے قبل انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصے سے جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا لیکن تا حال بیعت کے لئے شرح صدر نہیں تھی۔ انہی ایام میں ایک رات خاکسار نے خواب دیکھا کہ چھت پر ایک کالی شبیہ نظر آتی ہے۔ اس وقت میں فوراً سورۃ فاتحہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کرتا ہوں۔ اس کے بعد مجھے خواب میں ایک سفید ورق دکھایا جاتا ہے جس کے اوپر عربی میں کچھ لائنیں لکھی ہوئی ہیں۔ ان کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ اس کے فوراً بعد دیکھتا ہوں کہ بائیں طرف اوپر کونے میں رشین میں لکھا ہوا تھا کہ 'اسلام حقیقی دین' اور اونچی آواز آ رہی تھی کہ احمدیت حقیقی اسلام۔ اس خواب کے بعد میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں نے فوراً بیعت کر لی۔

✿......مراکش کے ایک دوست نے خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ مسجد کی طرف جا رہے ہیں۔ مَیں بہت پریشان تھا کہ مَیں کس مسجد کی طرف جاؤں۔ تب کسی نے کہا کہ دائیں ہاتھ والی مسجد میں جاؤ۔ اس وقت تمام مساجد میں خطبہ ہو رہا تھا لیکن اس مسجد میں جو امام خطبہ دے رہے تھے ان کی داڑھی سفید تھی اور سر پر پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ جب ان کا خطبہ شروع ہوا تو دوسرے مولویوں کا خطبہ بند ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس خواب کا ان کے دل و دماغ پر بڑا اثر تھا۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا کہ میں مسجد سے باہر آیا ہوں۔ لوگ قطاروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور اسی طرح آخر پر ایک شخص بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے اچانک ایم۔ٹی۔اے دیکھا تو جماعت احمدیہ کے بارے میں پتہ چلا۔ جب خلیفۃ المسیح الخامس کو دیکھا تو پہچان لیا۔ یہ تو وہی تھے جو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور دوسرے خواب میں بیعت لے رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مَیں نے بیعت کر لی۔

نو احمدیوں کے اخلاص اور ثباتِ قدم کے واقعات

جب بھی جماعت میں وسعت پیدا ہوتی ہے، تبلیغ زیادہ ہوتی ہے، بیعتیں زیادہ ہوتی ہیں تو مخالفین کی مخالفتیں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی کوششیں ہوتی ہیں کہ نومبائعین کو خاص طور پر لالچ سے، ڈرا دھمکا کر احمدیت سے دور ہٹایا جائے۔ تو اس بارے میں بھی چند ایک واقعات ہیں۔

✿......بورکینا فاسو کے تنکوڈوگو ریجن کے گاؤں گانزورگو کے چیف نے ہمارے مبلغین کو تبلیغ کی دعوت دی۔ پروگرام کے مطابق 22 اپریل 2010ء کو ہمارا وفد تبلیغ کے لئے پہنچا۔ وہاں پہنچنے سے قبل ہی گاؤں کے مرد، عورتیں، بچے سب مسجد میں جمع ہو چکے تھے اور مسجد بھر چکی تھی۔ تبلیغ شروع ہوئی جو قریباً ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہی۔ سوال و جواب کے اختتام پر گاؤں کے چیف نے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر205

مکرمہ لیلیٰ الخلیل صاحبہ (2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرمہ لیلیٰ الخلیل صاحبہ کا تعارف اور ان کے اہل خانہ اور رشتہ داروں کے بعض غلط عقائد اور ان پر مختصر تبصرہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں ان کے احمدیت کی طرف روحانی سفر کا کچھ حال پیش کیا جائے گا۔

امریکہ کی طرف ہجرت

مکرمہ لیلیٰ الخلیل صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:

مارچ 1978ء میں میرے والدین نے امریکہ کی طرف ہجرت کی جہاں ہمیں کئی طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ زبان، کلچر، کھانا پینا اور رہن سہن سب کچھ ہی تو مختلف تھا۔ایسی صورتحال میں ہمارے والدین کو بہت تشویش تھی کہ کہیں ہم نئے کلچر اور بے قید آزادی کے اسیر ہی نہ ہوکر رہ جائیں۔لیکن اس کے باوجود ہم بچے ایک حد تک امریکی رنگ میں یوں رنگین ہوئے کہ نماز روزہ کی پابندی چھوڑ دی اور رفتہ رفتہ عربی زبان میں بول چال بھی ختم ہوگئی۔1980-81 کی بات ہے کہ میرے دل میں عید کے موقعہ پر مکہ مکرمہ سے نشر ہونے والی نماز کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا،مَیں اپنی پھوپھی کے ساتھ Detroit کی ایک مسجد میں گئی جہاں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ عورتیں مختصر مغربی لباس میں اِدھر اُدھر پھر رہی تھیں۔بے پردگی نمایاں تھی۔مَیں نے اپنی پھوپھی سے پوچھا کہ مسجد کا امام ایسی عورتوں کو مسجد میں داخل ہی کیوں ہونے دیتا ہے جنہوں نے پردہ تو درکنار ستر عورت ہی نہیں کیا ہوتا؟ میری پھوپھی جان نے جواب دیا کہ اگر امام مسجد ان میں سے کسی کو کچھ کہے گا تو آئندہ ایسی عورتوں میں سے کوئی بھی مسجد میں نہیں آئے گی اور ان کے ساتھ آنے والے ان کے خاوند اور بچے بھی نہیں آئیں گے۔

تبصرہ

[مسجد کی ایسی آبادی کا کیا فائدہ جس کی بنیاد ہی شریعت کے اصولوں کی خلاف ورزی پر رکھی گئی ہو۔شاید مسجدوں کی ایسی ہی آبادی کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ امام مہدی کے ظہور کے زمانے میں مسجدیں بظاہر لوگوں سے آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔(ندیم)]

شادی، اولاد اور دین کی طرف واپسی

1984ء میں مَیں نے سیکنڈری سکول سے گریجوایٹ کرلیا۔اسی سال میری منگنی ہوگئی اور مَیں اپنے سسرال سے ملنے متحدہ عرب امارات میں گئی۔ایک عرصہ کے بعد مساجد سے آنے والی اذان مجھے بہت ہی بھلی لگی۔مَیں اپنے ماضی کی طرف کھنچتی چلی گئی اور مجھے بڑی شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ باوجود امریکہ میں رہنے کے میرا تعلق اس معاشرے سے زیادہ ہے۔1986ء میں شادی کے بعد ہم کیلیفورنیا منتقل ہو گئے جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا جس کے بعد 1989ء میں ہم دوبارہ ابوظبی گئے تو واپسی سے قبل ایک روز مَیں ساحل سمندر پر گئی وہاں پر شام کے وقت غروب شمس کا کچھ ایسا پرسکون منظر تھا کہ جسے دیکھ کر میرا دل بھی سکینت واطمینان سے بھر گیا اور خالقِ کائنات کی عبادت کی طرف ایسا مائل ہوا کہ اسی دن سے مَیں نے پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنی شروع کردی۔

خاندانی مشکلات نے دین کے مزید قریب کردیا

2001ء کے قریب میرے سسر شدید بیمار ہوگئے چونکہ مالی معاملات میں میرے خاوند کا انحصار زیادہ تر میرے سسر پر ہی تھا اس لئے ان کی بیماری کے ساتھ ہی میرے خاوند کے مالی حالات بھی بہت دگرگوں ہوگئے اور کچھ ہی عرصے میں ان کا بال بال قرضے میں پھنس گیا۔ان تمام امور نے مجھے دینی لحاظ سے صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور قرآن کریم کی کیسٹس سننے کی طرف مائل کیا۔پھر 2003ء میں میرے والد صاحب کی وفات ہوگئی، مَیں ابھی اس صدمہ سے نکل نہ پائی تھی کہ میرا خاوند دبئی چلا گیا اور ہمارے درمیان دیواریں آنے لگیں۔مَیں نے 2004ء میں دبئی جاکر اسے واپس لانے کی کوشش کی لیکن ہمارے درمیان صلح نہ ہوسکی اور مجھے اکیلے ہی زندگی کی گاڑی چلانی پڑی۔ان تمام امور نے مجھے دین کی طرف مزید متوجہ کیا اور مَیں نے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے ذرائع کی تلاش شروع کردی۔مَیں نے مختلف مکتبہ ہائے فکر کی کتب کا مطالعہ کیا لیکن کہیں بھی طبیعت کو سکون واطمینان نصیب نہ ہوتا۔

’’Peace‘‘ کی تلاش

2007ء یا 2008ء کی بات ہے کہ ایک دن اچانک مجھے Peace ٹی وی مل گیا۔مَیں ڈاکٹر ذاکر نائیک کو سن کر بہت متاثر ہوئی۔اسی طرح میرے بھائی نے مجھے یوسف علی نامی ایک شخص کا نصف ترجمہ شدہ قرآن کریم بھی لاکر دیا جس سے مَیں نے کافی فائدہ اٹھایا لیکن اس کے باوجود مجھے دل کا سکون اور اطمینان نہ ملا۔اسی عرصہ میں میرا بھائی میری والدہ کے گھر میں منتقل ہوگیا اور اس نے مجھے بھی والدہ صاحبہ کے گھر میں منتقل ہونے کیلئے کہا تاکہ ہم سب مل کر رہ سکیں۔لہٰذا مَیں 2008ء میں اپنی والدہ کی طرف منتقل ہوگئی اور اپنا سیٹلائیٹ باکس اپنے ساتھ لے گئی۔لیکن جب اسے اپنی والدہ صاحبہ کے ٹی وی کے ساتھ لگایا تو کوشش کے باوجود Peace ٹی وی ہمیں نہ مل سکا۔

دجّال اور پُل صراط

والدہ صاحبہ کی طرف سے مجھے دجّال کے بارہ میں سننے کے لئے بہت کچھ ملتا تھا۔ چونکہ میری والدہ کا شمار خاندان کے بڑے افراد میں ہوتا تھا اس لئے ان کے گھر میں اکثر خاندان کے افراد اور رشتہ داروں کا آنا جانا رہتا تھا۔اسی وجہ سے یہ گھر خاندانی جھگڑوں، سیاست، اور خلیج کے ممالک کے بارہ میں بات چیت کا اڈہ بن کے رہ گیا تھا۔اور چونکہ ہمارے رشتہ دار بعض سنی اور بعض شیعہ تھے اس لئے اکثر اوقات گھر میں مختلف دینی موضوعات پر گرما گرم بحثیں ہوتی رہتی تھیں۔ایسی صورتحال میں مَیں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتی تھی کہ کسی کے خلاف میرے دل میں نفرت کے جذبات نہ پیدا ہوں۔لیکن مختلف دینی عقائد اور مفاہیم پر بحثیں میری اندرونی روحانی فضا کو مسموم کرنے لگیں۔مَیں ان دنوں میں دجال کے علاوہ پل صراط کے بارہ میں بہت زیادہ سوچنے لگی جس کے متعلق اکثر یہ سنا گیا تھا کہ اس کے ایک طرف مسلمان ہوں گے اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے جو مسلمانوں کو دیکھتے ہی پکاریں گے کہ یہ میرے امتی ہیں پھر پکے مومن تو بڑی آسانی کے ساتھ اس پل صراط سے گزر جائیں گے جبکہ بے ایمان اس پر نہیں چل سکیں گے بلکہ اس پل پر سے خوفناک گڑھوں میں گر جائیں گے۔

تبصرہ

[پُل صراط کے بارہ میں مختلف روایات بھی ملتی ہیں اور لوگوں میں مختلف خیالات اور تصورات پائے جاتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا درست مفہوم واضح کرنے کے لئے یہاں اس زمانے کے حکم عدل کی بیان فرمودہ تشریح درج کردی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جاننا چاہئے کہ عالم آخرت درحقیقت دنیوی عالم کا ایک عکس ہے اور جو کچھ دنیا میں روحانی طور پر ایمان اور ایمان کے نتائج اور کفر اور کفر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ عالم آخرت میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائیں گے......ہمیں اس تمثیلی وجود سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے اور ذرا سوچنا چاہئے کہ کیونکر روحانی امور عالم رؤیا میں متمثل ہوکر نظر آجاتے ہیں اور عالمِ کشف تو اس سے بھی عجیب تر ہے کہ باوجود عدم غیبتِ حس اور بیداری کے روحانی امور طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہیں آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں۔جیسا کہ بسا اوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں......اور ان سب امور میں یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے۔کشف کی اعلیٰ قسموں میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری کی حالت میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آگیا ہے اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑ جاتا ہے اور زبان کی قوت ذائقہ اس کے لذیذ طعم سے لذت اٹھاتی جاتی ہے......ہر ایک زمانہ کے عارف اس کے بارے میں گواہی دیتے چلے آئے ہیں۔تو پھر وہ تمثلی خلق اور پیدائش جو آخرت میں ہوگی اور میزانِ اعمال نظر آئیں گے اور پل صراط نظر آئے گا اور ایسا ہی بہت سے امور روحانی، جسمانی تشکل کے ساتھ نظر آئیں گے اس سے کیوں عقلمند تعجب کرے۔کیا جس نے یہ سلسلہ تمثلی خلق اور پیدائش کا دنیا ہی میں عارفوں کو دکھا دیا ہے اس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ وہ آخرت میں بھی دکھا دے؟

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 148 تا153)]

اس وضاحت کے بعد ہم دوبارہ مکرمہ لیلیٰ الخلیل صاحبہ کی طرف لوٹتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ ’’Peace‘‘ کی تلاش میں کہاں تک پہنچی ہیں۔

حقیقی Peace

مکرمہ لیلیٰ الخلیل صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ: دجال کی حقیقت جاننے کے لئے مَیں نے جو کچھ پڑھا یا سنا اس کی بنا پر مَیں ذاتی طور پر اس نتیجہ پر پہنچی تھی کہ مغربی دنیا ہی دراصل دجّال ہے جو تمام دنیا کو گمراہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔اس وقت تک مجھے Peace ٹی وی کی تلاش تھی جبکہ میرے کیبل باکس کے ذریعہ ایسا کرنا ناممکن تھا۔چنانچہ مَیں نے اپنے کیبل باکس کی ری پروگرامنگ کرواکے دوبارہ ٹی وی کے ساتھ لنک کیا۔اب مجھے Peace ٹی وی تو نہ ملا تاہم اس کی بجائے اچانک ایم ٹی اے مل گیا جس پر اس وقت پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر لگا ہوا تھا اور مکرم محمد شریف عودہ صاحب کچھ کہہ رہے تھے۔شروع میں مَیں سمجھی کہ یہ شاید الحیاۃ نامی عیسائی چینل جیسا کوئی چینل ہے جہاں چند لوگ عربی لباس پہن کر عربوں کو ہی بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔لہٰذا مَیں نے اسے بدل دیا لیکن چینل بدلتے ہوئے سنائی دینے والے چند الفاظ نے مجھے دوبارہ اس چینل کو دیکھنے پر مجبور کردیا۔مَیں نے دوبارہ چینل لگایا تو اس پر ایک انڈین شخص کی تصویر کے ساتھ کچھ اقتباسات پیش کئے جارہے تھے جن کو سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ یہ مسلمانوں کا چینل ہے۔اس کے بعد ہر چیز بڑی تیزی سے بدلنے لگی۔چینل دیکھنے اور مختلف امور کے بارہ میں سننے کے بعد مَیں حیران تھی کہ مجھے اچانک صحیح اسلامی تعلیمات اور عقائد کی شرح کا خزانہ کیسے مل گیا۔حقیقت روشن ہوگئی اور کئی غلط عقائد اب عجیب سے لگنے لگے۔اب دجّال کے بارہ میں عام طور پر مشہور کہانی میرے لئے مضحکہ خیز تھی۔اب اس انڈین شخص کے امام مہدی ہونے کا معاملہ میرے لئے ایک سوال تھا۔مَیں اس بارہ میں کسی فیصلہ پر نہ پہنچی تھی تاآنکہ میں نے حضرت امام مہدیؑ کے قصیدہ کا یہ شعر سنا: إِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْأَکْبَرِ یعنی مَیں خدائے عزیز واکبر کی طرف سے ہوں۔ یہ سنتے ہی میرے دل سے یہ صدا آئی کہ واقعی اسلامی تعلیمات کو حقیقی رنگ میں پیش کرنے والا یہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔صحیح اسلامی مفاہیم اور معارف سن کر میرا سینہ ٹھنڈا ہوا اور دل سکینت واطمینان کی دولت سے مالامال ہوگیا۔مَیں Peace ٹی وی کی تلاش میں تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کی صورت میں مجھے حقیقی Peace عطا فرمادیا۔

مَیں اور میری والدہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد اور آپ کی جماعت کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے بعد اس قدر خوش اور پرجوش تھے کہ ہم نے فون کرکر کے اپنے رشتہ داروں کو اس کے بارہ میں بتانا شروع کردیا۔لیکن ہماری توقعات کے بالکل برعکس ان کی طرف سے التفات کی بجائے مخالفانہ روش کا سامنا کرنا پڑا۔

مکرمہ لیلیٰ الخلیل صاحبہ کی باقی کی کہانی اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔ **(باقی آئندہ)**

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر14

متی باب6 کی آیت 14-15 میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ’’اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا۔(متی باب 6 آیت14-15)

حضرت مسیح ناصریؑ کے یہ ارشادات اس تصور کی جڑ کاٹتے ہیں جو کفارہ کے عقیدہ کی تائید کے لئے بالعموم پادری صاحبان پیش کیا کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحم عفو کا تقاضا کرتی ہے۔ چونکہ انسانیت آدم کے گناہ کی وجہ سے گناہگار ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بظاہر نظر تضاد کا حل اس طرح کیا کہ اپنے پیارے بیٹے کو صلیب پر دکھ اور موت کی سزا دے کر عدل کا تقاضا پورا کرکے انسانیت کو رحم کی صفت سے نوازا۔ اور انسانیت کو بخش دیا۔

اگر کفّارہ کی بنیاد کا یہ تصور صحیح ہے تو جو نصیحت اوپر درج کی گئی ہے وہ بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے کیونکہ **اس نصیحت میں کہا گیا ہے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا۔ لیکن کفارہ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ خدا تعالیٰ سزا دیئے بغیر (خواہ وہ مجرم کو سزا دے یا غیر مجرم کو) معاف نہیں کرتا۔ اگر خدا تعالیٰ سزا دیئے بغیر مجرم کو معاف نہیں کرتا تو خدا کے بندوں کو یہ نصیحت کیوں کی جاتی ہے۔** اور جو چیز خود خدا کے پاس نہیں وہ کس طرح دوسروں کو دے سکتا ہے اور اس کی نصیحت کس طرح دوسروں کو کرسکتا ہے۔

✿...... مسیحی مفسرین کو انجیل کی تعلیم کے امتیازی مقام رکھنے پر بہت کچھ ناز ہے۔ انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر کو اس بات کا اقرار ہے کہ آیت 14-15 میں جو اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم دی گئی ہے وہ اگرچہ اس جگہ کے علاوہ نئے عہدنامہ میں دوسرے مقامات پر موجود ہے مگر قدیم یہودی تحریرات میں بھی موجود ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

14-15 similar teachings are given in Mark 11:25-26 and especially Matt. 18: 23-25 ; also Ecclus 28:1-2 ; Testament of Gad 6:3-7

✿......اس باب کی آیت **16 تا 18 میں روزہ کے بارہ میں تعلیم دی گئی ہے اور چونکہ روزہ کا حکم ایک شرعی حکم ہے غالباً اسی وجہ سے لوقا نے اپنے بیان میں ان آیات کو حذف کردیا ہے کیونکہ لوقا پولوس کے زیر اثر شریعت کی ضرورت نہیں سمجھتا۔**

✿...... متی کے 17 باب کی 21 آیت میں بھی روزہ کی اہمیت کے بارہ میں یہ بیان ہوا کرتا تھا کہ ایک بدروح گرفتہ لڑکے میں سے حضرت مسیح نے بدروح نکال دی جو مسیح کے شاگرد نہ نکال سکے تھے اور شاگردوں کے پوچھنے پر حضرت مسیح نے جواب دیا کہ یہ قسم دعا اور روزہ کے سوا کسی طرح نہیں نکل سکتی۔ آج کل جو ترجمے اردو میں شائع ہوتے ہیں ان میں سے روزہ کا لفظ نکال دیا گیا ہے۔ مرقس باب 9 اور لوقا باب 9 میں بھی روزہ کا ذکر نہیں ہے`

متی کے باب 17 میں انٹرپریٹرز بائبل میں یہ نوٹ دیا گیا ہے۔

Some ancient authorities insert verse 21, "But this kind never comes out except by prayer and fasting."

اس قسم کی کمی بیشی سے یہ بات خوب ثابت ہوجاتی ہے کہ نئے عہدنامہ میں مذہبی عقائد اور رجحانات کو مدنظر رکھ کر کمی بیشی کی جاتی ہے۔ اس قسم کا ایک نوٹ مرقس کی انجیل میں (جہاں واقعہ بیان ہے) دیا گیا ہے مگر اس قسم کی بدروح کے دعا یا روزہ کے ذریعے نکلنے کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ہی اس قسم کا نوٹ جو متی اور مرقس میں درج ہے۔ یہ بات اس چیز کی عکاسی کرتی ہے کہ لوقا کا انجیل نویس شروع سے ہی متی کے انجیل نویس کے مخالف الرائے ہے اور جہاں متی کا انجیل نویس حضرت مسیح کی اصل تعلیم کے مطابق شریعت پر عمل کرنا واجب سمجھتا ہے وہاں لوقا کا انجیل نویس پولوس کی تعلیم کے زیر اثر شریعت کو واجب العمل نہیں سمجھتا۔

✿......**متی باب 6 کی آیت19 تا 31 میں جو تعلیم دی گئی ہے ان کے مطابق ایک اچھا عیسائی کسی قسم کی دولت اور روپیہ پیسہ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔** اس حصہ میں بھی جگہ جگہ پرانے عہدنامہ اور قدیم یہودی کتب کی جھلک نظر آتی ہے۔ آیت 19 میں ہوسیع باب 5 آیت 12 میں بھی مال کو کیڑا لگنے اور زنگ لگنے کا تصور پایا جاتا ہے اور آیت 20 کے بارہ میں انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

Parallels are found in Tob. 4:9; Pss. Sol. 9:9 Test. Levi 13:5

✿......اس حصہ اور اس سے آگے باب 7 کے ابتدائی حصہ پر تبصرہ کرتے ہوئے The Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

VI 19-VII 29 offers materiel which has been brought into the Sermon on the Mount by Mt. in such a manner that we find no clue as to his arrangement. Most of it is found in different places in Lk.

✿...... جیسا کہ سارے پہاڑی وعظ میں اور یسوع کے سارے اقوال میں جو متی میں ہیں یہودی تحریرات کی چھاپ ہے اس حصہ میں بھی یہ چھاپ نظر آتی ہے۔

آیات 22-23 پر تبصرہ کرتے ہوئے The Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر ان لکھتے ہیں:۔

While Lk.(11:34-6) treats this saying under the heading 'Light' Mt. has given it what seems to be the better context, i.e. that of generous giving. In a Jewish setting this should be the right one since the 'evil eye' is a term for niggardliness

✿......یہودی تحریرات میں ان تصورات کی موجودگی کا اقرار انٹرپریٹرز بائبل نے اس رنگ میں کیا ہے:۔

The eye is the lamp of the body: As in 5:15, the figure is that of the one-room Palestinian house. Philo expresses the thought that the eye is to the body that which reason is to the soul Test Issachar 3:1-5:2 describes the man who walks with "singleness of eye", never coveting or meddling in his neighbor's affairs but doing good in simplicity of spirit.

✿......**آیت 23** میں جو" خراب آنکھ " کا ذکر ہے اس پر انٹرپریٹرز بائبل میں یہ تبصرہ ہے:۔

The evil eye, in Jewish speech, denotes a grudging, selfish character.

✿......**آیت 24** کے متعلق انٹرپریٹرز بائبل نے تسلیم کیا ہے کہ اس کا مضمون یونانی اور یہودی تحریرات میں ملتا ہے، لکھا ہے:۔

24. The verse has three parts. No one can serve two masters, even though a slave might legally be the property of two owners. Perhaps this is originally a secular proverb like the Oriental saying, "No one can carry two melons in one hand." and there are many other parallels in Plato, Philo, etc. The conclusion of this first part is the third, You cannot serve God and mammon. "Mammon " is simply the word for property and is not always used in an evil sense. It is found in the Hebrew text of Ecclus 31:8, the Targums and Aboth 2:12 ("Let the property of your associate be dear to you as your own")

✿......**باب 6 آیت 25** کی پانچ مشابہت کو زبور باب 37 آیت 25 سے مشابہت کو پادری ڈم میلو صاحب بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں جو بالعموم یہ کوشش کرتے ہیں کہ نئے عہدنامہ کا پرانے عہدنامہ اور دیگر یہودی تحریرات سے امتیاز دکھائیں۔ آیت 25-26 کے بارہ میں پادری موصوف اقرار کرتے ہیں:۔

There is a close rabbinical parallel to this saying Have you ever seen beast or fowl that had a workshop; and yet they are fed with out trouble mind.

✿...... انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر **آیت 26** پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

The Mishnah has a parallel saying: "Have you ever seen a wild animal or a bird practicing a trade? Yet they have their sustenance without care". (Kiddushin 4:`4) A similar idea is found in Epictetus Discourses I-16-3.

✿......**آیت 27** کو اس کتاب کے ایڈیٹر نے زبور باب 39 آیت 5 کے مشابہہ قرار دیا ہے، اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے The Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

The whole passage is mainly within the traditional thought pattern of Jewish wisdom and stresses the dependence on God with the appeal to the Jew over against the Gentiles.

✿......**آیت 34** کے متعلق The Peaks Commentary on the Bible کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

the two sentences in 34 have Rabbinic parallels .

متی باب 7

✿......**باب 7 کی پہلی اور دوسری آیت** کے متعلق انٹرپریٹرز بائبل کے ایڈیٹر لکھتے ہیں:۔

Judge not, that you be not judged, i.e. by God. The principle is found in the Mishnah: "Do not judge your fellow until you are in his position. (Aboth 2:5) The principle is contained in the Mishnah. "With what measure a man metes it shall be measured to him again." (Sotah 1:7; also Aboth 2:5)

✿......**آیت 2** پر The Peaks Commentary on the Bible پر یہ تبصرہ ہے:۔

The idea of measure for measure is well known in Jewish material.

✿......اس موقعہ پر Arthur S. Peaks اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

Cf. the Rabbinic proverb, He who accuses another of a fault has it himself.

✿...... آیت نمبر 2 پر تبصرہ کرتے ہوئے پادری ڈم میلو صاحب جن کو حضرت مسیح کی تعلیم کو یہودی تعلیم سے ممتاز کرنے کا خاص شوق ہے، لکھتے ہیں:۔

Jewish proverb the Rabbis said:
In the measure that a man measure others measurath to him.

✿......اسی طرح **آیت نمبر 3** کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

Here Christ again adopts a Jewish proverb. It is said that when one Jewish Judge criticized another and said, Cast out the mote out of thene eye, the other replied, Cast out the beam out of your own eye.

✿......اس باب کی **آیت نمبر 6** کے الفاظ ہیں:۔

’’پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان کو پاؤں کے تلے روندیں اور پلٹ کر تم کو پھاڑیں‘‘۔

اس عبارت سے پہلے کے الفاظ لوقا میں موجود ہیں مگر یہ آیت لوقا کے انجیل نویس نے حذف کردی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے۔ متی کا انجیل نویس حضرت مسیح کی یہودی شریعت اور یہودی تعلیم سے خوب واقف تھا۔ متی کے انجیل نویس نے حضرت مسیح کی زبانی یہودی شریعت کو واجب العمل قرار دیا ہے اور یہودی عقائد کو جن کی تعلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی ماننا لازمی قرار دیا ہے۔ مگر پولوس نے جب حضرت مسیح کی تعلیم کو بگاڑا اور پطرس اور یعقوب سے کھلم کھلا اختلاف کیا اور پوری شریعت کو لعنت قرار دیا تو لوقا نے پولوس کی اتباع کی اور حضرت مسیح کی تعلیم کے برخلاف تعلیم اختیار کی اور حضرت مسیح کی تعلیم کا جو حصہ پولوس کی تعلیم سے ٹکراتا تھا اس کو حضرت مسیح کی تعلیم کے بیان سے حذف کردیا۔

✿......اس آیت میں چونکہ سؤروں کو کتّوں کی طرح ناپاک جانور قرار دیا گیا ہے اس لئے لوقا نے اس آیت کو حذف کردیا ہے۔ انٹرپریٹرز بائبل کا اس آیت پر تبصرہ توجہ کے لائق ہے۔ لکھا ہے:۔

It is hard to see why the verse is in this context. Perhaps in Matthew s special source is immediately followed 6:1-8, 16-18. In that case the connection was: " Just as religious acts are not done for self-advertising, so religious teaching is appropriate only in the presence of those who are ready to appreciate it."

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اگر جلسہ کی برکات اور فیض کا صحیح اِدراک ایک احمدی کو ہو جائے اور اُس کے حصول کی کوشش بھی کرے اور پھر ہر سال جلسہ میں شامل ہونے کی وجہ سے ان برکات اور پاک تبدیلیوں کو جمع کرتا چلا جائے تو ہر سال تقویٰ میں ترقی کی نئی منزلیں ہم ہر احمدی میں دیکھیں گے۔

تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے صرف نمازوں پر ہی اکتفا نہ ہو۔ اپنی نمازوں کو پھر نوافل سے بھی سجائیں۔ تہجد اور دوسرے نوافل کی طرف توجہ دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔

آپس کے رشتوں میں، آپس کے تعلقات میں جماعت کے اندر ایک محبت اور پیار کا بھی خاص رنگ ہونا چاہئے۔

سچی تبدیلی تقویٰ اور طہارت پیدا کرنے کے لئے اپنے دینی علم کو بھی بڑھانے کی ضرورت ہے‘‘۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29؍جون 2012ء بمطابق 29؍احسان 1391 ہجری شمسی
بمقام ہیرس برگ (Harrisburg) پنسلوینیا (Pennsylvania) امریکہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ کہ آج جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور مجھے آج دوسری مرتبہ اس میں شامل ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ یہ جلسے جو ہر سال دنیا کے مختلف ممالک میں وہاں کی جماعتیں منعقد کرتی ہیں اُس جلسے کی تتبع میں ہیں جن کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ جس کا مقصد افرادِ جماعت کو اُن حقیقی برکات کا وارث بنانا تھا جو افرادِ جماعت کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا باعث بنیں اور جن کو وہ اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنا کر ان برکات کے وارث بنتے چلے جائیں اور یہ برکات حقیقی تقویٰ اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی سے اس معیار کے حاصل کرنے کی توقع کی ہے اور ان معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ دینے والوں سے سخت بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

پس یہ جلسہ جہاں برکتوں کا سامان لے کر آتا ہے وہاں ایک سچے احمدی کے لئے بڑے خوف کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے سال میں ایک مرتبہ ایک خاص ماحول میں رہ کر اپنی اصلاح کرنے کا موقع دیا، اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کا موقع دیا، نئے سرے سے اپنے ایمان و ایقان اور روحانیت کو صیقل اور مضبوط کرنے کا موقع دیا، لیکن ان کے حصول کا حق ادا کرتے ہوئے کوشش نہیں کی گئی۔ اگر کوشش کی بھی تو آئندہ اُس کو اُس مقام تک قائم نہ رکھ سکے جس پر رکھنا چاہئے تھا۔ اگر جلسہ کی برکات اور فیض کا صحیح اِدراک ایک احمدی کو ہو جائے اور اُس کے حصول کی کوشش بھی کرے اور پھر ہر سال جلسہ میں شامل ہونے کی وجہ سے ان برکات اور پاک تبدیلیوں کو جمع کرتا چلا جائے تو ہر سال تقویٰ میں ترقی کی نئی منزلیں ہم ہر احمدی میں دیکھیں گے اور ترقی کی یہ منزلیں ہیں جو ہمیں اُس مقام تک پہنچائیں گی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔

پس ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس دلی خواہش کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو جلسہ میں شامل ہونے والوں کی حالت کے بارے میں آپ کے دل میں تھی، اُس مقصد کے حصول کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے جو جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے کا آپ کے دل میں تھا اور جس کا اظہار آپ نے ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ ’’اس دنیا سے زیادہ آخرت کی طرف توجہ ہو‘‘۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

اور توجہ کا اپنی ترجیحات کا یہ معیار حاصل کرنے کے لئے آپؑ نے اس بات پر شدت سے زور دیا کہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کرو۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی اُس کا خوف اور خشیت دل میں رکھتے ہوئے ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس کی خشیت دل میں رکھتے ہوئے ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے سب سے بڑا حق عبادت کا ہے اور عبادت میں سب سے اہم چیز نماز ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عبادت کا مغز ہے۔ ایک حقیقی مومن کے اس اہم فرض اور اللہ تعالیٰ کے اس حق کے بارے میں میں نے گزشتہ خطبہ میں کچھ روشنی ڈالی تھی۔ پس جنہوں نے وہ نہیں سنا وہ اُس کو سنیں اور اپنی عبادت کے کم از کم یہ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس جلسہ میں جب آپ کو نمازوں کی طرف توجہ رہے گی یا ماحول کی وجہ سے بہر حال باجماعت نمازیں پڑھنی پڑیں گی تو پھر ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ جلسہ کے دنوں میں خاص طور پر یہ دعا کریں اور اس کے لئے کوشش کریں کہ خدا تعالیٰ سب کو اپنے اس فرض اور اللہ تعالیٰ کے اس حق کو حقیقی رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں جلسہ کے پروگراموں اور دور سے آئے ہوئے مسافروں کے لئے نمازیں جمع کر کے پڑھائی جاتی ہیں اور شریعت اس کی اجازت دیتی ہے۔ لیکن اپنے گھروں میں اور بغیر مجبوری کے نمازیں جمع کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ بعض گھروں میں لگتا ہے کہ مستقل نمازیں جمع کی جاتی ہیں۔ کیونکہ بچوں سے جب پوچھو کہ ایک دن میں کتنی نمازیں ہیں تو بعض کا جواب یہ ہوتا ہے کہ تین نمازیں ہیں۔ جس سے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ ان گھروں میں نمازوں کا اہتمام نہیں ہے۔ قرآنِ کریم نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت سے ہمیں پانچ نمازوں کے اوقات بھی بتائے اور اُنہیں کس طرح پڑھنا ہے یہ بھی کر کے دکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اس کی تفصیل بھی کچھ حد تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کی روشنی میں بیان کی تھی۔

پس اس اہم فریضے کی طرف بہت توجہ دیں اور پھر تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا

حق ادا کرنے کے لئے صرف نمازوں پر ہی اکتفا نہ ہو بلکہ بعض دوسری عبادتیں بھی فرض ہیں وہ بھی ادا کرنا ضروری ہیں۔ پھر نوافل ہیں وہ ادا کرنے بھی ضروری ہیں۔ اپنی نمازوں کو نوافل سے بھی سجائیں۔ تہجد اور دوسرے نوافل کی طرف توجہ دیں۔ ان تین دنوں میں بہت سوں کی تہجد کی طرف توجہ ہوگی۔ جب توجہ ہو تو پھر اسے زندگی کا حصہ بنائیں کیونکہ فرائض کی کمیاں نوافل سے پوری ہوتی ہیں اور نوافل میں تہجد کی بڑی اہمیت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس طرف جماعت کو بہت توجہ دلائی ہے۔ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اُس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اُس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے جوش اور درد سے نکلتی ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اُس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار نہیں ہو سکتا‘‘ نیند سے اُٹھنا یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لئے انسان اپنی نیند کی یہ قربانی کر رہا ہے۔ فرمایا ’’پس اس وقت کا اُٹھنا ہی ایک درد دل میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقّت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 182۔ ایڈیشن 2003۔ مطبوعہ ربوہ)

پس تہجد کی یہ اہمیت ہے کہ اس کے لئے اُٹھنا ہی انسان میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ آجکل کی دنیا میں مختلف ترجیحات ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے اکثر لوگ رات دیر سے سوتے ہیں۔ تہجد کا مجاہدہ یقیناً ان حالات میں تقویٰ میں ترقی اور پاک تبدیلی پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس یہ عبادت کے حق کی ادائیگی انسان کو جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے وہاں انسان کے اپنے فائدے کا بھی بڑا زبردست ہتھیار ہے۔

حقیقی مومن پر اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد ایک بہت بڑا حق اُس کے بھائیوں کا حق ہے یا کہنا چاہئے کہ انسانیت کا حق ہے اور قطع نظر اس کے کہ کون کس قوم کا ہے اور کس مذہب کا ہے، انسانیت کے ناطے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تلقین کی اور جو مومن ہے اُس کا دوسرے مومن پر تو اَور بھی بہت زیادہ حق ہے۔ اس کے بارے میں خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شدت سے تلقین فرمائی ہے جس کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی بہت توجہ دلائی ہے۔ فرمایا کہ دوسروں کے لئے اپنے دل میں رِفق اور نرمی پیدا کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 69۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

ہمدردی پیدا کرو اور صرف یہ جلسوں تک ہی محدود نہ ہو بلکہ پھر عام زندگی میں بھی اُس کا اظہار ہو۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھائی بھائی ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتے ہیں اور مَیں نے دیکھا ہے کئی کئی سال ناراض رہتے ہیں اور یہ ناراضگیاں پھر دوسرے رشتوں میں بھی آگے ٹرانسفر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پھر یہ رفق، نرمی اور ہمدردی اور ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے میں جو کمی ہے اس سے پھر بعض دفعہ گھروں میں جب ہمدردی کی کمی ہو جاتی ہے، پیار اور محبت کی کمی ہو جاتی ہے تو اس سے گھر بھی ٹوٹ رہے ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب ہم کہا کرتے تھے کہ مغربی دنیا میں آزادی کی وجہ سے گھروں میں بے سکونی ہے اور طلاقوں کی شرح یہاں بہت زیادہ ہے۔ خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ نرمی اور پیار و محبت سے ایک دوسرے سے بات کرنا گوارا نہیں کرتے۔ شروع میں جو محبتیں ہوتی ہیں ایک سٹیج کے بعد آخر میں وہ دشمنیوں پر منتج ہو رہی ہوتی ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ اس ماحول کی وجہ سے ایک دوسرے پر اعتماد نہیں رہتا، اعتماد میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور پھر اس کا آخری نتیجہ گھر ٹوٹنے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اب ہمارے لئے بھی یہ لمحہ فکریہ ہے کہ احمدی گھروں میں بھی بے سکونی بڑھتی چلی جارہی ہے اور نتیجتاً گھر ٹوٹ رہے ہیں۔ جہاں سے بھی مجھے قضاء کی رپورٹیں آتی ہیں یا جماعت کی اصلاحی کمیٹیوں کی رپورٹیں آتی ہیں اُن اکثر جگہوں پر طلاقوں اور خلع کی شرح بہت بڑھتی چلی جارہی ہے۔

پس ایک احمدی کو رِفق، نرمی اور ہمدردی کے ہر پہلو پر حاوی ہونے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے، اپنے دائرے کو وسعت دینے کی ضرورت ہے تبھی ہم حقیقی احمدی بن سکتے ہیں۔ پس اس جلسہ میں اس پہلو کی طرف بھی توجہ دیں اور اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں اور پھر اس پر قائم رہنے کا عہد بھی کریں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر کامل اطاعت کا عہد کیا ہے۔ پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کا تجدیدِ عہد کیا ہے۔ اسے ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے، ورنہ نہ ہم عہدِ بیعت نبھانے والے ہیں اور نہ ہی ہم جلسہ کی برکات سے فیض اُٹھانے والے ہیں۔ جلسے ہوتے ہیں تو آپ ترانے اور نظمیں پڑھتے ہیں، ایم ٹی اے پر اس کو دکھانے کی وجہ سے اس میں رنگینیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بڑے زور شور سے برکتوں کے دن آنے کے ترانے گائے جاتے ہیں۔ پس برکتوں کے دن سے فائدہ اُٹھانے کے لئے تقویٰ کا حصول ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی تعلیم کی کامل پیروی کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے عہدِ بیعت نبھانا ضروری ہے ورنہ دن بیشک برکتوں کے ہوں ہم ان برکتوں سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے جہاں تم آئے ہو جو دنیاوی فائدہ اُٹھانا تھا تم نے اُٹھالیا اور چلے گئے۔ بلکہ اس کی حقیقی برکات سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں، اس بارے میں مَیں آپؑ کی چند باتیں آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ہر بات بلکہ ہر ہر بات وہ ہے جس پر عمل کرنے والے باخدا انسان بن سکتے ہیں اور یہی آپ کی بعثت کا مقصد تھا کہ اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انسانوں کو باخدا انسان بنائیں۔ پس سب سے پہلے تو مَیں آپؑ کے الفاظ میں آپ کا مقام اور اُس کی اہمیت اور آپ کی کامل اطاعت کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’تم نے میرے ہاتھ پر جو بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حَکَم عَدَل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حَکَم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت اور عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے۔ وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حَکَم عَدَل ہوگا‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 52۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس آپؑ کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے ہم تبھی ٹھہر سکتے ہیں جب آپ کی ہر بات کی ہم کامل پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ آپ نے واضح فرما دیا کہ آپ کی باتوں اور فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے والے اور اُن پر عمل کرنے والے صرف آپ کی باتوں کی عزت کرنے والے نہیں ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو عزت و عظمت سے دیکھنے والے ہیں۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے اُس امام کو مان لیا جس نے ہر بات کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ پس ایک احمدی جب بیعت کرتا ہے تو اپنی ذمہ داریوں پر ہمیشہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ دنیاوی خواہشات اور دنیاوی ترجیحات اُسے عہدِ بیعت سے دور لے جاتی ہیں اور حقیقت میں ایسے شخص کا عہدِ بیعت، عہدِ بیعت نہیں رہتا۔ پس اس جلسے کے دنوں میں اس پہلو سے بھی ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

جماعت کو نصائح کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ: ’’خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اُس نے ظاہر کئے ہیں۔ اس سے اُس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے‘‘۔ یعنی پہلی صدیوں کا وہ زمانہ آجائے جو بہترین زمانہ تھا۔ ’’جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ (الجمعة: 4) میں داخل ہوتے ہیں اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں‘‘۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 67۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی ہے کہ مسیح موعود کے بعد دائمی خلافت کا سلسلہ بھی قائم رہنا ہے تو ہمیں اس سے فیض اُٹھانے کے لئے خیر القرون کے زمانے کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کرتے چلے جانا چاہئے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں وہ روح پھونکنی ہوگی اور پھونکتے رہنا چاہئے کہ ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اگر یہ نہیں ہوگا پھر ہم اُس عمدہ زمانے کی خواہش رکھنے والے نہیں ہوں گے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا ہے، بلکہ اندھیرے دور میں پھر ڈوبتے چلے جائیں گے۔ پس اس کے لئے کوشش کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ جہاں میرے ماننے والوں میں ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو وہاں آپس کے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

محبت و پیار میں بھی خاص رنگ ہو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد2 صفحہ 67۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

صرف ذکرِ الٰہی کا خاص رنگ نہیں ہے بلکہ آپس کے رشتوں میں، آپس کے تعلقات میں جماعت کے اندر ایک محبت اور پیار کا بھی خاص رنگ ہونا چاہئے۔ یہ آپ نے اپنے ماننے والوں سے توقع کی۔اور جب یہ رنگ پیدا ہوگا تو پھر ہی ہم وہ جماعت بن سکتے ہیں جو آخرین کی جماعت ہے۔ پھر اس محبت کو مزید وسعت دیتے ہوئے آپ نے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ جس طرح آپ نے توجہ دلائی ہے اگر ہم میں سے ہر ایک اس طرح حقوق کی ادائیگی شروع کردے تو ہم چند سالوں میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ:''بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا''۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ 68۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس دیکھیں ہم میں سے کتنے ہیں جو اس سوچ کے ساتھ اپنی دعاؤں کو وسعت دیتے ہیں؟ جماعت میں جو بعض مسائل پیدا ہوتے ہیں اگر یہ سوچ ہو تو کبھی مسائل پیدا ہو ہی نہیں سکتے۔ جب ایک مومن اپنے مخالف اور دشمن اور غیر مومن کے لئے دعائیں کر رہا ہوگا تو اپنوں کے لئے تو ان دعاؤں میں ایک مزید اضافہ ہوگا۔ایک شدت پیدا ہو رہی ہوگی۔اور جب ایسی دعائیں ہوتی ہیں تو خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر بھی ایسے پیار کرنے والوں اور دوسروں کے جذبات کا اور احساسات کا خیال رکھنے والوں پر پڑتی ہے اور جس پر خدا تعالیٰ کے پیار کی نظر پڑ جائے، اُس کی دین و دنیا دونوں سنور جاتے ہیں۔

آپؑ کی اس اہم نصیحت کو بھی ہمیشہ ہمیں سامنے رکھنا چاہئے۔آپ نے فرمایا''تم پر یہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں یہ قوت عطا کی اور شناخت کی آنکھ دی''۔یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مانا، آپ کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔فرمایا''اگر وہ یہ فضل نہ کرتا تو جیسے اَور لوگ...... گالیاں دیتے ہیں تم بھی اُن میں ہی ہوتے''۔یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو جس طرح لوگ گالیاں دیتے ہیں تم لوگ بھی اُن میں ہوتے اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تم پر نہ ہوتا۔فرمایا''جس چیز نے تم کو کھینچا وہ محض خدا کا فضل ہے''۔فرمایا''یہ خیال مت کرو کہ ہم مسلمان ہیں۔اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو''۔پس نام کا مسلمان ہونا اور احمدی ہونا کوئی چیز نہیں ہے۔اصل چیز جو فضل اللہ تعالیٰ کا اسلام اور احمدیت کے قبول کرنے کی صورت میں ہوا ہے، اُس کی قدر کرنے کی ضرورت ہے۔اور قدر کس طرح ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ''اس کے اندر فلاسفی ہے جو زبان کے کہہ دینے سے حاصل نہیں ہوتی۔اسلام اللہ تعالیٰ کے تمام تصرفات کے نیچے آ جانے کا نام ہے''۔یعنی اسلام نام ہے اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی احکامات ہیں اُن کے نیچے آنے کا۔''اور اس کا خلاصہ خدا کی سچی اور کامل اطاعت ہے۔مسلمان وہ ہے جو اپنا سارا وجود خدا تعالیٰ کے حضور رکھ دیتا ہے''۔(ملفوظات جلد2 صفحہ 133۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

اور جب اس حالت پر ایک مومن پہنچ جاتا ہے تو پھر قرآنِ کریم کی یہ آیت آپ نے پیش فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (البقرۃ:113) کیوں نہیں، جو بھی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کردے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس ہے اور اُن لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پس اللہ تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا ہے کہ جو بھی اپنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ پر رکھے، اللہ تعالیٰ کی رضا ہر دوسری چیز پر مقدم کر لے، اُن کے خوف اور غم کی حالت کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے۔

احسان کا مطلب ہے کہ دوسروں سے نیک سلوک کرنا، ایسا سلوک جس میں کوئی ذاتی مفاد نہ ہو۔ اور پھر یہ بھی مطلب ہے کہ اپنے علم اور عمل میں نیکی مدّ نظر ہو۔ایک انسان کا اپنا ہر عمل اور علم جو ہے اُس کا استعمال نیک باتوں کے لئے ہو اور کسی بھی صورت میں اُس میں بدی داخل نہ ہو اور یہی حالت حقیقت میں وہ حالت ہے جس کو کہہ سکتے ہیں کہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ پس یہ مقام ہے جو ہر احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ حالت ہی ہمیں حقیقی مسلمان بناتی ہے۔ پس ہمیں اپنے آپ کو بیعت میں شامل کرنے کے بعد اسی پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے، اسی پر اکتفا نہیں کر لینا چاہئے کہ ہم احمدی ہو گئے بلکہ اپنے معیار بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

بیعت کرنے والوں کی خوش قسمتی کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:''مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادتمندوں کے لئے پیدا کر دی ہے''۔یعنی وہ لوگ جو احمدیت میں داخل ہو گئے۔''مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے۔ یہ سچ ہے کہ تم اِن منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو''۔ یعنی تم اُن انکار کرنے والوں کی نسبت سعادت کے قریب تر ہو۔''جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسنِ ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمہ کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدُوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا''۔ جب تک خدا تعالیٰ نہیں چاہے گا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تم پانی نہیں پی سکتے، احمدیت میں داخل ہو کر اُس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔فرمایا''مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمہ سے پئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے۔ اس چشمہ سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں اُن کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو۔ ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا''۔(ملفوظات جلد2 صفحہ 135۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس یہ وہ حالت ہے اور وہ مقام ہے جس کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر پیدا کرنے اور اپنانے کی ضرورت ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ بھی ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ حقوق کے معیاروں کے حصول کے لئے جلسہ کی صورت میں ایک تقریب پیدا کر دی جہاں ہم نیک باتیں سُن کر اور ایک دوسرے کے نیک اثرات کو جذب کر کے اُن معیاروں کو حاصل کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں جو آپ ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

پھر ایک بہت ہی اہم بات کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے اور ہر احمدی کو اس طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور وہ ہے اپنی علمی حالت کو بہتر کرنا۔ آج کل کے معاشرے میں دنیاوی علم کی طرف بہت توجہ ہے اور دین سیکھنے کی طرف کم۔ آپ فرماتے ہیں کہ سچی تبدیلی تقویٰ اور طہارت پیدا کرنے کے لئے اپنے دینی علم کو بھی بڑھانے کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 142-141۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

اور یہ دینی علم آج ہمیں صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی مل سکتا ہے۔ آپ نے اپنی کتابوں کا بے شمار خزانہ ہمارے لئے چھوڑا ہے جو علم و عرفان کے موتیوں سے بھری پڑی ہیں۔ پس انہیں پڑھنے کی طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جو جو کتب انگلش میں ترجمہ ہو چکی ہیں، اُنہیں اردو نہ جاننے والے انگلش میں پڑھنے کی کوشش کریں۔ کچھ اقتباسات ہیں اُن کی طرف توجہ دیں۔ وہ چار پانچ volumes کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو اُردو پڑھنا جانتے ہیں وہ اُردو میں پڑھیں کہ یہ باتیں ہیں جو ہمارے علم و عرفان کو بڑھانے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے، وہ قرآنِ کریم کی تفسیر ہے۔اس زمانے میں سب سے زیادہ قرآنِ کریم کا اِدراک خدا تعالیٰ نے آپؑ کو عطا فرمایا۔

قرآنِ کریم کے بکثرت پڑھنے کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:''خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم پر کھول دیا ہے کہ قرآنِ شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے''۔فرمایا''مَیں بار بار اس امر کی طرف اُن لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلے کو کشفِ حقائق کے لئے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا''۔ حقائق اُسی وقت کھلتے ہیں جب قرآنِ کریم کا علم ہو۔اس کے بغیر زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہو سکتا، دینی علم حاصل نہیں ہو سکتا۔فرمایا''مَیں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعے اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا ہے۔اس لئے قرآنِ شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصّہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر''۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 113۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ماموریت کے اس اہم کام کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی ہے تو اس کے لئے ہمارا بھی کام ہے کہ ہم بھی قرآنِ کریم کو سمجھیں، پڑھیں اور اس کے حسن و خوبی کو ان لوگوں پر ظاہر کریں، ان تک پہنچائیں۔ اس وقت تبلیغ کا سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس قرآنِ کریم ہے۔ اور نہ نوجوانوں کو اور نہ کسی اور کو کسی بھی قسم کے احساسِ کمتری میں، complex میں مبتلا ہونے کی ضرورت ہے کہ شاید مسلمانوں کے خلاف یا قرآنِ کریم کے خلاف باتیں ہوتی ہیں تو ہم یہ ہتھیار کس طرح استعمال کریں۔ یہی ہتھیار ہے جو تمام دینوں پر غالب آنے کا ہتھیار ہے۔ پس اس کو ہمیں سیکھنا چاہئے اور آگے پہنچانا چاہئے۔ اس کو پڑھنا اور سمجھنا اور اس کے ذریعے سے معترضین کے منہ بند کروانا آج ہماری ذمہ داری ہے۔ یہاں آئے دن جو قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کے متعلق غلیظ اعتراضات کئے جاتے ہیں، اُنہیں دور کرنا آج ہماری ذمہ داری ہے۔ اور یہ صرف چند لوگوں کا ہی کام نہیں ہے کہ خدام الاحمدیہ کے ذریعے سے یا کچھ اور چند لوگوں کے ذریعے سے مجلس انصار سلطان القلم قائم ہو گئی تو ہم کافی سمجھ لیں۔ بلکہ ہر احمدی، بچے بڑے، مرد، عورت کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم میں سے ہر ایک اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے والوں میں شامل ہو سکے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔ ''اس سلسلے میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں۔ خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اُس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو، اگر تمام دنیا اُس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا''۔ یعنی مشکلات اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر آتی ہیں تو وہ اُس کو محسوس ہی نہیں کرتا'' بلکہ وہ دن اُس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اُسے گود میں لے لیتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 195۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

اُن تکلیف کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے ایک خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسے شخصوں کو اپنی گود میں لے لو۔

پس یہ چند باتیں اُن نصائح میں سے مَیں نے بیان کی ہیں جو وقتاً فوقتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں فرمائی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، اپنی زندگیوں میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کریں۔ جو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی ہو۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ جلسہ ہماری عملی، روحانی، دینی اور علمی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ پس جلسے کے دنوں میں جلسے کے ماحول اور یہاں کی جانے والی تقریروں سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں اور ہر ایک اپنی حالتوں کے جائزے لے کہ کیا ہم وہ معیار حاصل کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں؟ تبھی ہم جلسہ میں شامل ہونے کا صحیح فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور اس کی برکات سے فیضیاب ہو سکتے ہیں ورنہ یہ بھی دنیاوی میلوں کی طرح کا ایک میلہ ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مقصد کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بات انتظامی لحاظ سے بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ ہر شامل ہونے والے کو اپنے اردگرد ماحول میں بھی نظر رکھنی چاہئے۔ یہ جلسہ کے ماحول کی حفاظت کے لئے بھی ضروری ہے اور آپ کی حفاظت کے لئے بھی ضروری ہے۔ کارکنان کے لئے خاص طور پر یہ ہدایت یاد رکھیں کہ ڈیوٹیوں کے دوران بعض نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ نمازوں کی ادائیگی کی طرف باقاعدہ انتظام ہونا چاہئے اور جو ان کے نگران ہیں وہ اس طرف توجہ دیں اور اسی طرح جلسے کے دوران تمام احباب ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ دیں۔ یہی جلسے کا ایک بہت بڑا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

The Midrash Song of S.1:2 compares the words of Torah to a treasure which is to be revealed only to the pious. Another parallel is found in Plato Timaeus 28C, "To find the maker and father of this universe is a difficult task; and when you have found him, you can not speak of him before all people." But Jesus did not teach esoteric doctrines and if he said these words.

(کیا یہ کتاب ان الفاظ کے بعد الہامی کتاب کہلانے کی مستحق ہے؟)

it was to warn his disciples to turn away from opponents towards those who were receptive, as in 10:13-14; 22:8-10. Jewish Christians no doubt found the saying comforting in times of controversy. Did. 9:5 applies it to the Eucharist, but this is "modernization." It is probably the swine that trample the pearls underfoot and the dogs that turn to attack. Both were unclean animals abhorred in the Jews, and Palestinian scavenger dogs were vicious.

......یہ آیت (باب 7 آیت 6) چونکہ آج کل کے عیسائیوں کے مسلک کے خلاف ہے جو بڑے شوق سے سؤر کا گوشت کھاتے ہیں حالانکہ بائبل میں اس کی دائمی حرمت کا ذکر ہے اور حضرت مسیح نے بار بار فرمایا ہے کہ کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں اس لئے انہوں نے صرف یہ کہنے پر اکتفا کی ہے:۔

swine: i.e. unclean and Dogs ferocious persons.

...... S Peaks Arthur اپنی تفسیر میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ یہ آیت لوقا نے حذف کر دی ہے، لکھتے ہیں:۔

Dogs and swine Lk. omits as a reflection on gentile readers. To the Jew, gentiles were dogs, and careless Jews perhaps swine.

اسی طرح وہ لکھتے ہیں:۔

That which is holy is a strange parallel to pearls: it may be a mistaken rendering of the Aramaic word for ear-ring. Didache, IX, quotes the saying in forbidding the admission of the unbaptized to the Eucharist.

......اس آیت کے ضمن میں The Peaks کے Commentary on the Bible ایڈیٹران کا نوٹ پڑھنے کے قابل ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ ایڈیٹر صاحبان اس قسم کی تحریرات کے بعد پھر اس کتاب کو Word of God کہتے ہیں، لکھتے ہیں:۔

6. A recognized crux interpretum.*

ایڈیٹر صاحبان مزید لکھتے ہیں:۔

In Did,9:5 it refers to the closed table of Eucharist, and the Ebionite Jewish christaiens find here explanation for the resistance to their doctrines. No satisfactory explanation to why Mt. brings in the saying at this point can be given . An original meaning in line with 15:26 (and 10:5) i.e. against mission to the Gentiles, is not impossible. Dogs and swine were both 'unclean.'

ایک مسلمان کے لئے جو قرآن کے ایک ایک لفظ کو خدا کا الہام سمجھتا ہے اس قسم کی بائبل کی تفسیر لکھنے والوں کا بائبل کو الہامی کتاب کہنا عجیب معلوم ہوتا ہے۔

*شاید یہ ایڈیٹر صاحبان ایک غیر معروف لفظ یعنی (Crux Interpretum) لکھ کر اپنے نئے عہدنامہ کے الہامی صحیفہ پر ایمان کو بچانا چاہتے ہیں یا لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ Wikipedia میں اس لفظ کی یہ تشریح ہے:۔

Crux (Latin for cross gallous or t shape is a term applied by palaigraphers, textual critics, biographers and literary scholars to a point of significant corruption in a literary text. More serious than a simple slip of the pen or typographical error, crux(Probably deriving from Latin interpretum-crossroads of interpreters) is difficult or impossible to interpret and resolve۔

(باقی آئندہ)

بینن میں تراجم قرآن کریم و کتب سلسلہ کی نمائش کا انعقاد

(رپورٹ: مظفر احمد ظفر۔ مبلغ سلسلہ بینن)

حضور انور کے ارشاد پر اللہ کے فضل سے پاراکو (بینن) میں تراجم قرآن کریم و کتب کی نمائش کی توفیق ملی۔ یہ نمائش 9 تا 18 فروری 2012ء دس دن تک جاری رہی۔ نمائش کے لیے bio geurra چوک کا انتخاب کیا گیا۔ جو کہ مختلف کالجز اور پاراکو کی یونیورسٹی کے سنگھم میں ہے تاکہ طلباء زیادہ مستفید ہو سکیں۔ نمائش سے قبل پاراکو کی انتظامیہ سے باقاعدہ اجازت لی گئی۔ مقامی میئر کے ساتھ نمائش کے سلسلہ میں میٹنگ کی اور انہیں جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں خدمت قرآن کے بارہ میں بتایا۔ شہر کے اندر مصروف تین جگہوں پر بڑے بینرز آویزاں کیے گئے۔ جن پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تراجم قرآن کی نمائش مختلف زبانوں میں تحریر کیا گیا۔

خاکسار نے مقامی جماعت کے افراد کے ساتھ جا کر شہر کے آئمہ کرام سے میٹنگ کی۔ اور انہیں نمائش میں شرکت کی دعوت دی۔ حکومتی انتظامیہ اور اتھارٹی کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ مقامی ریڈیو کے ذریعے نمائش کے اعلانات مختلف زبانوں میں کیے گئے۔

اس نمائش کا افتتاح 10 فروری 2012 بروز جمعۃ المبارک ہوا، مرکز سے مکرم امیر صاحب بینن رانا فاروق صاحب بعض دیگر احباب کے ساتھ تشریف لائے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جس کے بعد صدر صاحب پاراکو نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ آئمہ کی نمائندگی میں امام صاحب زونگو نے تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ انہیں اتنی زیادہ زبانوں میں تراجم قرآن مجید دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا میں قرآن کے پیغام کو پھیلا رہی ہے۔ مسلم خواتین نارتھ کی صدر صاحبہ مادام احمدا نے نمائش کو بہت سراہا کہ انہیں پہلی دفعہ مختلف زبانوں میں تراجم دیکھنے کی توفیق ملی۔ نائب میئر پاراکو نے اپنی تقریر میں کہا کہ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ جماعت دنیا بھر میں قرآن کریم کے ذریعے اسلام کو مختلف اقوام میں پھیلا رہی ہے۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ موجودہ حالات کے تناظر میں صرف جماعت احمدیہ اسلام کی پرامن تعلیم پیش کر رہی ہے جس میں سب کے لیے محبت ہے۔ امیر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور حضور انور کے ارشاد کی روشنی میں قرآن کریم کی عظمت پیش کی۔ اس تقریب میں پولیس آفیسرز، مقامی حکومتی انتظامیہ کے عہدیداران، پروفیسرز، طلباء مقامی افراد نے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر سب کی مشروب سے تواضع کی گئی۔ نمائش کی جگہ کو قرآن کریم کی آیات اور ان کے فرنچ ترجمہ کے بینرز سے مزین کیا گیا۔ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں کے بینرز آویزاں کیے گئے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ احمدیہ مسلم ہومیو پیتھک کلینک کی طرف سے ادویات کا ایک سٹال لگایا گیا جس میں ڈاکٹر صاحب نے مریضوں کی تشخیص مفت کی۔ دس دن کے اس کیمپ میں 171 مریض دیکھے گئے۔ لوگوں نے اس خدمت کو سراہا، اور کئی مریضوں نے دوبارہ آ کے اپنی اپنی شفا یابی کا اظہار کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

بفضلہٖ تعالیٰ یہ نمائش دس دن تک جاری رہی۔ ہر روز صبح سے لے کر شام تک لوگ نمائش کو دیکھنے آتے رہے۔ جماعت کے بارے میں معلومات لیتے رہے۔ اسلام کے پیغام پر مشتمل لٹریچر عیسائیوں میں مفت تقسیم کیے گئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ 16300 پمفلٹ مفت تقسیم کیا گیا اور دوران نمائش 25400 فرانک سیفا کی کتب سلسلہ و تراجم قرآن کریم فروخت ہوئے۔ اس نمائش کو بینن کے ٹی وی ORTB نے پانچ دفعہ کوریج دی۔ ORTB ریڈیو نے فرنچ اور باریبا زبانوں میں پروگرام پیش کیے۔ مقامی ریڈیو arzeke نے تین دفعہ پروگرام پیش کئے۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نمائش کے بہتر نتائج عطا فرمائے، اس علاقے میں جماعت کے پیغام کو پھیلا دے۔ اور لوگوں کے دل احمدیت کی طرف مائل کر دے (آمین)

مکرم محمد وقیع الزمان خان صاحب (مرحوم)

(ماجد احمد خان)

ربوہ اور پاکستان کو چھوڑتے ہوئے دل بوجھل تھا۔ محبت کرنے والوں سے ملاقات کی تمنا ہوئی۔ ایسے میں بلاوجہ سڑک کے اس پار منوں مٹی تلے وجود بھی یاد آجاتے ہیں۔ جنہوں نے ہماری زندگیوں میں بے شمار محبتیں بانٹی ہیں۔ وقتِ رخصت تھا۔ امی ابا کے سرہانے کھڑے ہوکر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو وجود پگھلنے لگا۔ ابا امی کے ساتھ گزرے ہوئے وقت کے دریچے کھلنے لگے۔ لگتا تھا کہ سب کچھ بہہ نکلے گا۔ واپسی کے لئے مڑنے لگا تو دل نے پھر خواہش کی کہ ایک لمحہ اور دیکھ لوں جانے پھر آنا ہو کہ نہ۔ اس بار سرہانے پر لگے کتبے پر نظر گویا ٹھہر سی گئی۔ ابا کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد تحریر تھا۔

''جب مَیں انگلستان آیا ہوں تو میرے ساتھ جو دو شخص جماعت کی طرف سے نمائندہ تھے ان میں ایک بریگیڈیئر وقیع الزمان صاحب تھے۔ اتنا مَیں جانتا ہوں کہ بڑے فدائی انسان تھےیض بہت ہی بزرگ والد، خوش نصیب ہیں وہ بچے اور خوش نصیب ہے وہ بیوی جن کو وقیع الزمان نصیب ہوئے''۔

ابّا کی پیدائش 1922ء کی تھی۔ ہمارے دادا خان رفیع الزمان خان قائم گنج ضلع فرخ آباد اُتّر پردیش کے رہنے والے تھے۔ اپنے قصبہ میں واحد احمدی شدید مخالفت کے باعث چھ سالہ وقیع الزمان کو لے کر کراچی آکر آباد ہوگئے اور یہیں 1965ء میں وفات پائی۔

ابا نے زیادہ تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ دورانِ تعلیم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر فوج میں بطور سپاہی بھرتی ہوئے۔ تعلیم چونکہ ایک عام سپاہی کی نسبت کہیں زیادہ تھی اس لئے جلد ہی اپنے افسروں کی نظروں میں آگئے۔ ایک انگریز افسر نے جوہر کو پہچان لیا۔ اسی کے کہنے پر انڈین آرمی میں بطور افسر کمیشن کے لئے درخواست دی۔ سلیکشن اور ٹریننگ کے بعد 1943ء میں کمیشن حاصل کیا۔

ایک با اثر والد کا اثر قبول کرتے ہوئے خاکسار نے بھی فوج میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کہنے لگے: سوچ لو، ایک مجاہد کی زندگی ہے۔ فوج میں شمولیت کے بعد اندازہ ہوا کہ ابّا غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک فوجی افسر تھے۔ نڈر سپاہی، دلوں پر حکومت کرنے والا کمانڈر اور بہترین مقرر، ابّا کی وفات پر بیشمار لوگوں نے تعزیت کے خطوط لکھے۔ اس وقت کے گورنر سرحد لیفٹیننٹ جنرل (ر) عارف بنگش نے خاکسار کو لکھا:

I can say with confidence that not only he was the best commanding officer I served with, he was also one of the best person I was ever associated with. A man with big heart and sharp mind. I have learnt so much from him; in fact what I am today is due to him. (Lt. General (Retd) Mohammad Arif Bangash Governor NWFP, Peshawar, 25th November 1997).

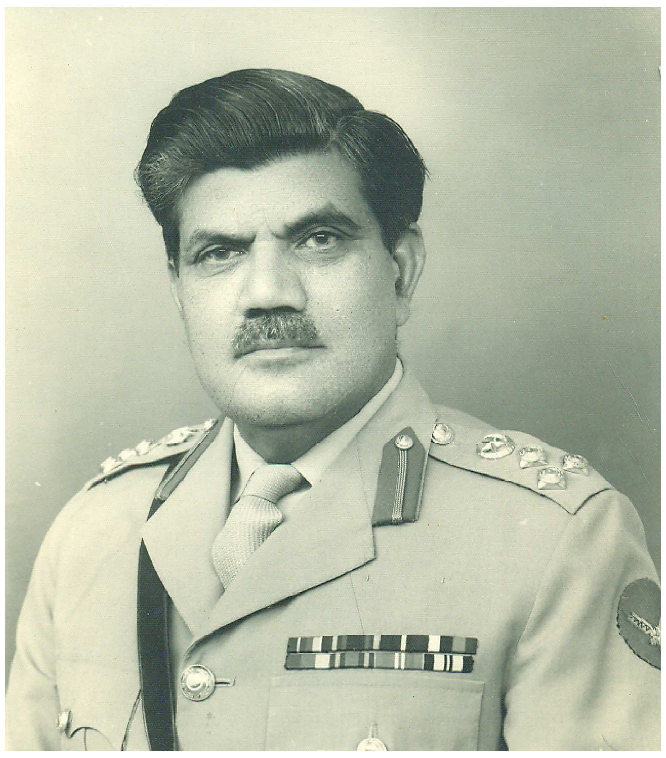

مکرم بریگیڈیئر محمد وقیع الزمان خان صاحب

فوج کی سروس کی آخری اسائنمنٹ بطور لاگ ایریا کمانڈر لاہور کے ورلڈ اسلامک لیڈر سمٹ (Summit) 1974ء کو آرگنائز کرنا تھا جو نہایت احسن طریقے سے انجام پائی۔

خداداد صلاحیتوں کے مالک فوجی افسر ہونے کے باوجود 1971ء میں میجر جنرل کے عہدہ پر ترقی سے روک لیا گیا۔ ناعاقبت اندیش لوگوں نے یہ کہہ کر محروم کردیا کہ احمدی ہے۔ یہ غالبًا اپریل 1971ء کا واقعہ ہے۔ پاک بھارت سرحد پر جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے۔ ترقی نہ ملنے پر فوج کی اچھی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنا استعفیٰ تحریر کیا لیکن پھر مجھے کہنے لگے کہ ملک اور قوم پر کڑا وقت ہے ایسے میں فوج کو چھوڑنا مناسب نہیں اس کا میرے پر قرض ہے اس لئے مَیں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ اپنے سے جونیئر کمانڈر کے ماتحت کے طور پر بھی سروس جاری رکھوں گا۔ یہ ایک بہادر احمدی افسر کا جواب تھا اُن کو جنہوں نے اسے ترقی کے قابل نہیں سمجھا۔

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے موقع پر پلاننگ کے تمام امور میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ مجھے کہتے تھے کہ یہ میری 30 سالہ سپاہیانہ زندگی کا نچوڑ ہے۔ میرا ایمان ہے کہ خدا نے مجھے صرف اسی مقصد کے لئے فوج میں بھیجا تھا۔

ہم سارے بہن بھائیوں کی تربیت پر خاص نظر رکھتے تھے۔ ہستی باری تعالیٰ کی محبت اور دعا مانگنے کے طریق کے بارے میں میری چھوٹی بہن لبنیٰ کو خط لکھا: ''تمام رشتے بالواسطہ اور عارضی ہوتے ہیں۔ صرف ایک خدا اور بندے کا رشتہ ہے جو حقیقی ہے۔ وہ تمہارا مالک اور تم اس کی ذاتی ملکیت ہو۔ اس کا تم پر لامحدود حق ہے۔ سب سے اوّل مانگنے کی چیز اس کی رضا ہے۔ جہاں تک دنیاوی نعمتوں کا تعلق ہے اس سے عرض کرو کہ وہ سب کچھ دے۔ جو اس کو تمہارے لئے پسند ہو۔''

تربیت کے حوالہ سے بعض اوقات بڑے ہی لطیف انداز میں سبق پڑھا دیا کرتے تھے۔ اپنے دامادوں اور بہو سے بہت پیار کرتے۔ میری بہن لبنیٰ کو کہتے کہ ببّی (داماد) کا کھانے پر انتظار کیا کرو اور میری بیگم کو کہتے کہ کھانا کھالو اور ماجد کے لئے رکھ دو۔ عجیب انداز تھا محبت کا۔ ہماری سب سے چھوٹی بہن نبیلہ کو بچپن میں کہا کرتے تھے کہ امتحان میں کبھی نقل نہ کرنا۔ جب اَور بچے نقل کر رہے ہوں تو تم صرف اللہ سے مدد مانگنا، اللہ جب دیکھے گا کہ یہ بچی میرے سے مدد مانگ رہی ہے اور باقی نقل کر رہے ہیں تو وہ ضرور کامیاب کرے گا۔ ہماری اس بہن نے بعد میں B.Sc. اور M.Sc. میں ٹاپ کیا اور یونیورسٹی سے میڈل حاصل کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر ہمیشہ آواز بھرّا جاتی اور آنکھوں میں تارے چھلکنے لگتے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات میں اپنے محبوب کا ذکر لے آیا کرتے تھے۔ کدّو کی سبزی ابّا کو بالکل پسند نہیں تھی لیکن جب بھی کھانے کی میز پر کدّو آتا تو یہ کہہ کر پلیٹ میں ڈالتے کہ لاؤ مجھے کدّو دو، یہ میرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یوں تو ہر لحظہ ڈوبا ہوا لگتا ہے لیکن رمضان کے مہینہ میں تو ماہی بے آب کی طرح تڑپتے تھے۔

اہل ذوق تھے اور رمضان کے مہینہ میں کئی دفعہ نعت کہتے۔

ہم کو نسبت ہی کیا شاہ لولاک سے\
جو کہ ہے خاک کو عالم پاک سے\
آئیں خوابوں میں وہ ایسی قسمت کہاں\
ہاں خیالوں میں کچھ کچھ ملاقات ہے

ابّا ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ امّی میرے گھر کا تبرک ہیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق کی وجہ سے ان کو اپنے گھر کا تبرک کہا۔ ایک دفعہ لنڈے کے کپڑے استعمال ہونے پر بات ہو رہی تھی کہنے لگے مَیں تو استعمال کرسکتا ہوں لیکن تمہاری امّی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ہے انہیں نہیں کرنے دوں گا۔

خلافت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ ہر مشکل میں سب سے پہلے خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھتے۔ ایک دفعہ کہنے لگے کہ کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کا امتحان دے کر ٹرین سے واپس آرہا تھا۔ ایک پیپر اچھا نہیں ہوا تھا۔ خیال تھا کہ فیل نہ ہوجاؤں۔ پریشانی کے عالم میں ٹرین میں ہی بیٹھے بیٹھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خط لکھا۔ لفافے میں بند کیا اور چلتی ٹرین سے کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ کہتے تھے کہ نہ صرف مَیں امتحان میں پاس ہوگیا بلکہ اس پیپر میں ٹاپ بھی کیا۔ کہا کرتے تھے ہر مشکل وقت میں خلیفۂ وقت کو خط لکھ دیا کرو۔ پہنچے یا نہ پہنچے، اللہ نے اس تعلق میں برکت رکھی ہوئی ہے۔ وہ اسی برکت کی وجہ سے مشکل دُور کردیتا ہے۔

1985ء کے جلسہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اہل پاکستان کے لئے خصوصاً ایک دردانگیز نظم عنایت فرمائی جو کہ جلسہ کے موقع پر پڑھی گئی:

دیارِ مغرب سے جانے والو، دیارِ مشرق کے باسیوں کو\
اک غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

اس نظم کی بازگشت میں ابا نے حضورؒ کی خدمت میں نظم بھجوائی جسے حضورؒ نے بے حد پسند فرمایا اور ابا کو لکھا: میری نظم کے جواب میں جو تمام نظمیں لکھی گئیں ان میں آپ کی نظم کو ایک خاص مقام ہے:

جو حال پوچھیں وہ زخمِ دل کا، یہی بتانا کہ مندمل ہے\
دوائے دل بن کے خود جو آتے ہو دل میں صبح و شام کہنا\
ہمارے خوابوں کا سارا مضموں تمہارا آنا تمہارا جانا\
کہ جیسے ساون کے بادلوں میں رواں ہو ماہ تمام کہنا

کسی سے کچھ مانگتے ہوئے سخت گھبراتے تھے۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کاروبار کیا اور نقصان اٹھایا۔ جب بہت مشکل وقت آن پڑتا تو مجھے علیحدگی میں بلاکر کہتے کہ کچھ قرض چاہئے۔ پیسے آئے تو لَوٹادوں گا۔ میرے اصرار کے باوجود قرض کے علاوہ کبھی ایک پیسہ لینا بھی قبول نہیں کیا۔ ایک دفعہ جب مَیں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے: میرے لیے یہ راستہ بھی بند نہ کرو۔ اگر قرض دوگے تو لوں گا ویسے نہیں۔

اسی تربیت کا اثر ہم بھائی بہنوں پر کچھ یوں ہوا کہ ہم نے ابا سے کبھی کسی قسم کی کوئی فرمائش نہیں کی۔ ہم سے کہا کرتے تھے کہ بچے اپنے ماں باپ سے فرمائش کرتے ہیں، تم بھی کیا کرو۔ میرا بڑا دل کرتا ہے کہ تم مجھ سے فرمائش کرو اور مَیں پوری کروں۔

دوسری طرف دینے والا ہاتھ بہت کھلا تھا۔ کاروبار میں نقصان کے باعث مشکل میں تھے۔ کچھ لینا بھی قبول نہ تھا۔ اس کے باوجود گاہے بگاہے بچوں کو ہی دیتے رہتے تھے۔ مجھے ایک Cologne بہت پسند تھا۔ قیمتی ہونے کی وجہ سے مَیں اسے کم ہی استعمال کرتا۔ ایک موقع پر ابّا میرے لئے وہ Cologne تحفہ لے آئے جس کی قیمت ان کی ماہانہ پنشن کے نصف کے برابر تھی جس پر ان کا گزر ہوتا تھا۔ میرے لئے وہ وقت بہت بھاری تھا۔ نہ ہاتھ بڑھانے کے قابل نہ انکار کے۔

ان محبتوں کا ذکر تو بہت لمبا ہے۔ قلم ساتھ نہیں دیتا۔ خیال آگے نکل جاتا ہے۔ آنکھیں دھندلا جاتی ہیں۔ بند ٹوٹ جاتے ہیں۔

آپ کے پیار کی طاقت ہمارے صبر سے کہیں زیادہ ہے ابّا!!!

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

کھڑے ہوکر کہا کہ ہم ریڈیو سن کر قریبی جماعت سے آپ کے متعلق معلومات لے کر پہلے ہی مطمئن ہو چکے تھے۔ صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا۔ تمام گاؤں آپ کے ساتھ ہے اور اس گاؤں میں اگر کوئی تبلیغی و تربیتی پروگرام ہوگا تو صرف جماعت احمدیہ ہی اس پروگرام کو کرنے کی مجاز ہوگی۔ چونکہ ہم نے شہر کے علماء کو یہاں آنے کی دعوت دی تا کہ وہ ہماری اور ہمارے بچوں کی تربیت کا انتظام کریں مگر وہ نہیں آئے۔ اُن لوگوں کے پاس ہم خود بھی گئے لیکن پھر بھی وہ اس کام کے لئے نہیں آئے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کو ہم نے صرف پیغام بھجوایا ہے اور آپ لوگ تکلیف دہ سفر کر کے پہنچ گئے ہیں۔ ہمیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے کہ ہمارے ایک پیغام پر آپ ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ہمارے معلمین ان کو سمجھاتے اور مزید تحقیق کرنے کو کہتے مگر وہ یہی کہتے رہے کہ آپ کیوں خوف کرتے ہیں کہ ہم پھسل جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ ہمیں کوئی احمدیت سے دور نہیں کرسکتا۔ اب صرف احمدیت ہی اس گاؤں میں جگہ لے گی۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جب سارا گاؤں احمدیت کی آغوش میں آ چکا تو ہمارے مبلغین نے دوبارہ 25 جون کو دورہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس گاؤں میں گئے تو چیف نے بتایا کہ ہماری تبلیغ کے بعد غیر احمدی مُلّاں تین مرتبہ اس گاؤں میں آ چکے ہیں اور احمدیت سے دور رہنے کا کہہ چکے ہیں لیکن ہمارا ان سے یہی سوال رہا ہے کہ آپ اُس وقت کہاں تھے جب ہمیں آپ کی ضرورت تھی۔ ہم نے دل سے احمدیت قبول کر لی ہے، اب ہمیں کیوں بہکانے کے لئے آ گئے ہو۔ اس نے کہا کہ ہم نے دل سے احمدیت قبول کیا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ جتنے مرضی گروپ آئیں آپ ہمیں ثابت قدم پائیں گے۔ احمدیت کی وجہ سے ہم ہر قسم کے نقصان کے لئے تیار ہیں۔ خواہ یہ آگیں لگائیں، گردنیں کاٹیں، جانور ذبح کر دیں، کھیت جلا دیں پھر بھی ہم احمدیت سے دُور نہیں ہٹیں گے۔ یہ ایمان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ان لوگوں میں پیدا ہوا ہے جو جنگلوں میں رہنے والے ہیں۔

✽......مبلغِ سلسلہ رومانیہ لکھتے ہیں کہ اس سال جنوری 2010ء میں رومانیہ میں ایک دوست فلورین اندریا صاحب نے بیعت کی ہے۔ انہوں نے بیعت کرنے کے بعد سب سے پہلے خاکسار سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر مانگی۔ اس نے تصویر اپنے سینہ سے لگائی اور پھر اس کو اپنی دکان پر ایک نمایاں جگہ پر آویزاں کر رکھا ہے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر بتاتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کرلیا ہے اور یہ ہمارے خلیفہ ہیں۔

✽......احمد جبرئیل سعید صاحب بیان کرتے ہیں کہ اوورسیز کا علاقہ نومبائعین کا علاقہ ہے یہاں پہلے جلسے کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ مانکاراگو (Mankarago) کا غیر احمدی چیف اس علاقے میں بدقسمتی سے محمد حسین بٹالوی کا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ ہر جگہ پہنچ کر لوگوں کو ہمارے جلسہ میں شرکت سے منع کرتا رہا۔ اس علاقے میں کوبورے ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس چیف امام کو بہت بری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک تو اس کی تمام تر کوششوں کے باوجود جلسے کی حاضری سولہ سو پچاس رہی۔ دوسرے یہ کہ اس کے اپنے چیف نے بھی جلسے میں شمولیت کے لئے پیغام بھجوایا اور اس کے ساتھ وفد بھجوایا بلکہ جماعت کو اپنے علاقہ منکاراگو (Mankarago) میں تبلیغ کرنے کی بھی درخواست کی۔ یہی نہیں بلکہ منکاراگو سے چند ایک نئے احمدیوں نے بھی جلسے میں شرکت کی۔ ان میں سے ایک شخص نے جلسہ میں مائیک پکڑ کر اعلان کیا کہ جو بھی ہو، مَیں اور میری فیملی احمدیت پر ہی مریں گے۔ اس پر ہر طرف سے نعرہ تکبیر بلند ہونے لگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقے میں ہم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ چکے ہیں۔

✽......معلّم غفار صاحب بیان کرتے ہیں کہ بینن کی بوزون جماعت کے قائد مجلس کے بڑے بھائی جو کہ مشرک تھے اور احمدیت کے مخالف تھے پہلے اپنے بھائی کو جادوٹونے کے ذریعے ڈراتے رہے اور جب وہ بیمار ہوئے تو ان کو مر جانے کی دھمکیاں دیتے رہے۔ اس پر جماعت نے بہت دعائیں کی اور قائد صاحب ٹھیک ہو گئے۔ ان کی صحت ہونے پر ان کے مشرک بھائی نے ایک اور شوشہ چھوڑا کہ میرا بھائی مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ان کو سمجھایا گیا کہ ہماری جماعت کی یہ تعلیم نہیں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ آخر گاؤں کے صاحبِ اثر احمدی احباب نے اس کے گھر جا کر یہ کہا کہ ہم احمدی اب مل کر یہ دعا کریں گے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہمارے سامنے مرے۔ اور یوں اللہ تعالیٰ سچے کو زندگی دے گا۔ وہ مشرک بھائی کچھ عرصے کے بعد ہی فوت ہوگیا۔

✽......مالی کے ریجن فانا کے لوکل مشنری یحییٰ سیسی صاحب بیان کرتے ہیں کہ فانا میں گزشتہ ماہ ایف ایم ریڈیو پر احمدیت اور انصارِ دین کے ساتھ مباحثہ والی کیسٹس نشر کیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان پروگرامز کے ذریعے بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ان پروگرامز کی کامیابی کو دیکھ کر فانا کے انصارِ دین گروپ کے ایک مولوی مدیبو سنگاریہ نے 10/جون کو فانا ریڈیو پر احمدیت کے خلاف تقریر کی جس میں تمام احمدیوں کو، احمدیوں کی کیسٹ سننے والوں کو ملعون قرار دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ ٹھیک تین دن بعد 13/جون کو یہ شخص اچانک فوت ہوگیا اور یہ واقعہ علاقہ کے لئے عبرت بنا ہوا ہے۔

✽......کرغزستان کے صوبہ اوش کے مضافاتی گاؤں کاشغر میں مرکزی مسجد کا نائب امام ہمارے نو احمدی بھائیوں کو دیکھ کر تھوکتا اور نفرت کا اظہار کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قہری تجلی دکھاتے ہوئے اسے عبرت کا نشان بنا دیا۔ مذکور نائب امام دینی مدرسہ کے بچوں کے ساتھ بدفعلی کے جرم میں گرفتار ہوا اور تحقیق ہونے پر پتہ چلا کہ واقعی امام یہ گھناؤنے فعل کرتا ہے۔ اسے عدالت کی طرف سے قید کی سزا ملی۔

✽......امیر صاحب آسٹریلیا بیان کرتے ہیں کہ جماعت سالومن آئی لینڈ کے صدر جماعت احمد تاسیما صاحب جب عیسائی سے احمدی ہوئے تو ان کی بیوی کے بھائی نے شدید مخالفت کی اور کہا کہ تمہارا نبی جھوٹا ہے۔ احمد تاسیما صاحب اور ان کی بیوی کے مخالف بھائی ایک مرض میں مبتلا ہو گئے اور (دونوں) ایک ہسپتال میں داخل ہوئے۔ احمد تاسیما صاحب نے اپنے سرہانے حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر رکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے رشتے داروں کو کہا جو کہ جماعت کے سخت مخالف تھے کہ جو بھی ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ اسی مرض میں اسی ہسپتال میں مر جائے گا۔ اس کے کچھ ہی دنوں میں بیوی کے مخالف بھائی اسی ہسپتال میں مر گئے اور آپ شفا پا کر گھر آئے۔ ایک اور نشان بھی ظاہر ہوا کہ ہسپتال میں ایک اور صاحب داخل تھے اور انہوں نے صدر صاحب سے تصویر کے بارے میں دریافت کیا اور جماعت کے بارے میں سوالات کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد اپنا نام احمد یحییٰ جان رکھا۔ انہوں نے جماعت کو پھر زمین بھی عطیہ میں دی۔

نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ وصیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس تحریک کے بعد سے اب تک جو تعداد ہے وہ 38 ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ نو ہزار (109000) ہو چکی ہے۔ مجلس کارپرداز میں مسل نمبر ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ قادیان کی چھ ہزار تین سو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیوں میں بھی جماعت بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔

مالی قربانیوں کے متفرق ایمان افروز واقعات

ملک طاہر حیات صاحب مبلغ قزاقستان لکھتے ہیں کہ لاہور کے حادثہ سے اگلے دو تین دن بعد ساری جماعت یوں سینٹر میں جمع ہو جاتی ہے جیسے اس کا کوئی قریبی عزیز شہید ہو گیا ہو۔ ہفتہ کے دن ہمارے ایک بزرگ میاں بیوی اپنی پینشن لے کر آ گئے اور کہا یہ ہمارے بھائیوں کے لئے لے لیں۔ خاکسار نے کہا گو شہداء کے خاندانوں کے لئے سیدنا بلال فنڈ موجود ہے مگر ابھی اس سلسلے میں کوئی الگ مرکزی ہدایت نہیں۔ انہوں نے اصرار سے وہ رقم بطور امانت رکھوا دی کہ اگر کوئی الگ تحریک ہو تو ٹھیک ورنہ اس کو سیدنا بلال فنڈ میں جمع کروا دیا جائے۔

✽......نعیم طاہر سون صاحب سیرالیون سے لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع خاتون فاطمہ مانسارے صاحبہ سخت بیمار تھیں۔ ان کی چھاتی میں انفیکشن کی وجہ سے سوجن تھی۔ پیپ پڑ چکی تھی۔ بہت سی انگریزی اور دیسی ادویات استعمال کیں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ خاکسار دورہ پر اس علاقے میں گیا تو دیگر لوگوں کے علاوہ ان سے بھی ملا۔ حال احوال پوچھا۔ ان کے لئے دعا کی اور چندہ کی تحریک بھی کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے گا۔ اس غریب خاتون کے پاس صرف دو ہزار لیونز یعنی پچاس سینٹ تھے جو انہوں نے چندہ میں دے دیئے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی دوائی کے انہیں شفا عطا فرما دی۔ اب وہ بفضلہ تعالیٰ بالکل نارمل زندگی گزار رہی ہیں۔

✽......امیر صاحب آئیوری کوسٹ لکھتے ہیں کہ ریجن بسّم کا ایک نومبائع احمدی کاروبار کے سلسلے میں اپنی جماعت سے چھ سو کلومیٹر دور دوسرے شہر چلا گیا جہاں جماعت نہ تھی اور جماعت سے اس کا رابطہ بھی دو سال سے منقطع تھا۔ ایک دن اچانک عاملہ کے ایک ممبر کو اس کا فون آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مَیں بہت پریشان ہوں۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے مجھے معاف کر دیں۔ اس نے بتایا کہ کل رات مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مَیں ایک سڑک کے کنارے بیٹھا ہوں اور جماعت احمدیہ کی اخبار پڑھ رہا ہوں۔ ایک راہ گیر آتا ہے اور مجھ سے وہ اخبار چھیننے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ اخبار چھیننے میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اور خواب میں ہی مجھے یوں سمجھایا جا رہا ہے کہ یہ شخص مجھے جماعت سے دور کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو مَیں بہت گھبرایا ہوا تھا اور صبح اٹھتے ہی آپ کو فون کر رہا ہوں۔ مَیں آج ہی آپ کو پیسے ٹرانسفر کرتا ہوں۔ میرا چندہ ادا کریں اور میرے لئے دعا بھی کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے معاف کرے اور آئندہ میں مسلسل جماعت سے رابطہ رکھوں اور چندہ ادا کرتا رہوں۔

یہ کچھ مختصر واقعات تھے جو مَیں نے بیان کئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو اس خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٔ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی‘‘۔ فرمایا: ’’مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر کار فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽

بقیہ: ہیومینٹی فرسٹ ووکیشنل کالج از صفحہ نمبر 20

حاضرین کو خوش آمدید کہا جس کے بعد خاکسار منصور احمد ناصر نے ہیومینٹی فرسٹ کا مختصر تعارف پیش کیا اور دنیا بھر میں عموماً اور لائبیریا میں خصوصاً ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کا ذکر کیا۔ اس کے بعد دونوں اسسٹنٹ منسٹرز اور ڈسٹرکٹ Representative نے اپنے اپنے ریمارکس میں جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو سراہتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور گورنمنٹ کے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ بعد ازاں مہمان خصوصی آنریبل ڈپٹی منسٹر آف فارن افیئرز نے اپنی تقریر میں کہا کہ گورنمنٹ آف لائبیریا جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کی گرانقدر خدمات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ انہوں نے طلباء کو نہایت مؤثر انداز میں قیمتی نصائح سے نوازا۔

مہمان خصوصی کی تقریر کے بعد کامیاب طلباء میں اسناد تقسیم کی گئیں اور اول دوم اور سوم آنے والے طلباء نے انعامات بھی وصول کئے۔ 9 مختلف ٹریڈز میں مجموعی طور پر 150 طلباء کامیاب ہوئے۔ طلباء کی نمائندگی میں ان کے پریذیڈنٹ نے ادارہ کی انتظامیہ اور اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر مکرم امیر صاحب لائبیریا نوید عادل صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور اس تقریب کا اختتام ہوا۔

اس موقع پر ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے نمائندے بھی موجود تھے۔ اور میڈیا پر اس سادہ مگر پُر وقار تقریب کی مؤثر کوریج ہوئی۔

✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

بیت السبوح فرنکفرٹ میں واقفات نَو اور واقفین نَو کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔ ’رسوم و بدعات سے اجتناب‘ اور ’جرمنی میں خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کے دورہ جات اور ان کی نصائح‘ کے موضوعات پر مفید اور معلوماتی تقاریر۔ حضور انور ایدہ اللہ کی نصائح اور سوال و جواب کی مجالس۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

27 مئی 2012ء بروز اتوار

صبح ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری رپورٹس اور متفرق ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج پروگرام کے مطابق واقفات نَو اور واقفین نَو بچوں کی کلاسز کا انعقاد ہو رہا تھا۔

واقفات نَو کی کلاس

بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ ہال میں تشریف لائے جہاں واقفات نَو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو عزیزہ ملیحہ ناصر نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ وجاہت بھٹی نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں عزیزہ عفیفہ احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ نائلہ ظفر نے پڑھا۔ اس کے بعد عزیزہ نائلہ ظفر نے حضرت اقدس مسیح موعود کے مبارک ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں عزیزہ نبیلہ افضل نے حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام۔

وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اس میں وہ کیا نہیں

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد لغویات کے حوالہ سے مختلف موضوعات جن میں فیشن پرستی، موبائل فون کا بے جا استعمال، فحش ڈرامے اور فلمیں، اپریل فول اور مہندی اور شادی کی رسوم شامل تھیں، کے بارہ میں مضامین پیش کئے گئے۔

یہ مضامین عزیزہ بجیلہ کلیم، حانیہ خان، ماریہ سلیم، سونیہ خان، تمثیلہ محمود اور زوبانہ نعیم نے پیش کئے۔

یہ مضامین حضرت اقدس مسیح موعود کے اقتباسات اور خلفاء مسیح موعود کے ارشادات اور ہدایات پر مشتمل ہیں اور ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ لغویات اور بدعات اور رسوم سے بچنے کے لئے ان ارشادات اور ہدایات کو بار بار پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔ اسی میں ہمارے لئے خیر و برکت اور بھلائی ہے۔

مختلف عناوین کے تحت یہ مضامین قارئین کے لئے پیش ہیں۔

رسوم و بدعات سے اجتناب

تاریخ عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن باتوں نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا اور جو اُمّت کے زوال کا باعث بنیں ان میں سے ایک وہ بدعات و رسوم ہیں جو مختلف غیر مسلم اقوام کے زیر اثر اسلام میں راہ پا گئیں۔ ان بدعات اور رسوم نے معاشرہ میں ایسی معاشرتی برائیوں کے جراثیم پیدا کئے جو زہر ہلاہل سے کم نہ تھے۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان رسوم و بدعات کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ نے اسلام کی صحیح، سچی اور پُر حکمت تعلیم کو پیش کر کے اپنی جماعت کو اس پر عمل کرنے اور ہر قسم کی مشرکانہ رسوم و بدعات سے بکلی اجتناب کی نصیحت فرمائی اور آپ نے اس امر کو شرائط بیعت کے اشتہار 12 جنوری 1889ء میں شامل فرمایا:

”اول: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا“۔

”ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159)

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہماری جماعت بڑی حد تک ان بد رسوم و بدعات سے بچی ہوئی ہے اور صحیح دینی تعلیم اور توحید خالص پر کاربند ہے لیکن بعض طبائع کمزور بھی ہوتی ہیں جو عدم علم یا دوسروں کے زیر اثر دانستہ یا نادانستہ طور پر ان بد رسوم و بدعات کی طرف مائل ہو جاتی ہیں۔ ان میں سالگرہ منانا، ویلنٹائن ڈے، مہندی کی رسومات، فیشن پرستی، اپریل فول، فحش فلمیں و ڈرامے، ہیلووین، فیس بک، انٹرنیٹ کا غلط استعمال وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں صرف چند ایک بدعات و رسوم کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جو کہ ہمارے معاشرہ میں جڑ پکڑتی جا رہی ہیں۔

فیشن پرستی

لباس کے بارے میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ ’وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ‘۔ (الاعراف: 7)۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔

آجکل کے فیشن کی تقلید کرتے ہوئے ٹائٹس بعض بچیاں پہنتی ہیں اور اس کے ساتھ بلاؤز پہن لیتی ہیں تو یہ کسی طور پر بھی حیادار اور لباسِ تقویٰ کے مانند نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک میٹنگ میں فرمایا:

”اگر بیہودہ لباس گھروں میں پہنا جا رہا ہے تو اس میں گھروں کے لباسوں کو بھی چیک کرنے کی ضرورت ہے۔ ...... تنگ چوڑی دار پاجامہ اور آجکل کی ٹائٹس میں فرق ہے۔ چوڑی دار پاجامہ میں تو ٹانگ کی Shape نظر نہیں آتی۔ جبکہ ٹائٹس میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں پنڈلی سے ٹخنے تک پوری ٹانگ کی پوری Shape نظر آ رہی ہوتی ہے“۔ (الفضل انٹرنیشنل 23 دسمبر 2011ء)

اسی طرح نقاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر فرمایا:

”بعض عورتیں ملنے آتی ہیں مجھے لگتا ہے کہ بڑے عرصے بعد نقاب ان کا باہر نکلا ہے۔ ملاقات کے لئے یہ نقاب باہر نہیں نکلنا چاہئے بلکہ روز نکلنا چاہئے اور اس کے نمونے واقفات نَو نے ہی قائم کرنے ہیں“۔

(واقفات نَو کلاس ناروے، الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2011ء)

چھوٹے کوٹ، یا آدھے بازو والے کوٹ پہننے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفات نَو کے ساتھ کلاس میں فرمایا:۔

”لندن میں مجھے ایک دفعہ وقف نَو بچی ملنے آئی۔ اس نے جو پردہ کیا ہوا تھا اس کے کوٹ کے بازو یہاں کہنیوں تک تھے۔ ایسے پردہ کا تو کوئی فائدہ نہیں“۔

(الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2011ء)

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں کہ:

”برقعوں میں حد سے زیادہ فیشن کے رجحان کو بھی کم کریں۔ ہر اجلاس میں احمدی بچی کا مقام اس کو بتائیں۔ مجھے زیادہ بڑے کام نہیں چاہئیں ان باتوں پر دھیان دیں۔ نمازوں کی عادت، پردہ کی پابندی، اولاد کی تربیت اور فیشن کی اندھا دھند تقلید سے بچنا ان تمام پہلوؤں کے حوالے سے جائزہ لیں“۔ (الفضل 11 دسمبر 2004ء)

موبائل فون کا بے جا استعمال

سائنسی ترقی نے آج کے انسان کی زندگی کو بہت سہل بنا دیا ہے۔ طول و عرض کے فاصلوں کو مٹا کر انسان کو ایک دوسرے کے قریب لا کھڑا کیا ہے۔ موبائل فون بھی آج کے دور کی ایک معروف اور بے حد مفید ایجاد ہے۔ لیکن دیکھا جائے تو موبائل فون کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بہت سے معاشرتی مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ گھنٹوں بچے بھی اور نوجوان بھی SMS کرتے نظر آتے ہیں۔ مجلسوں میں بیٹھے بھی موبائل فون ہاتھ میں ہوتا ہے اور Messages لکھے جا رہے ہوتے ہیں۔ Games کھیلی جا رہی ہوتی ہیں یا پھر تصاویر دیکھی جا رہی ہوتی ہیں یا کھینچی جا رہی ہوتی ہیں۔ یہ نہ صرف مجلس کے آداب کے خلاف ہے بلکہ اس سے بے پردگی ہو رہی ہوتی ہے۔ ٹائم کا ضیاع ہو رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے ماحول سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اطفال الاحمدیہ جرمنی کو اپنے خطاب میں فرمایا:

”آجکل یہاں بچوں میں ایک بیماری بڑی ہے، ماں باپ کو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کر کے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے بھی غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کر لیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں، گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں، بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔ اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں“۔

(خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 16 ستمبر 2011ء جرمنی)

فحش ڈرامے اور فلمیں

انٹرنیٹ، کیبل، سیٹلائٹ اور ٹی وی کی ایجاد سے دنیا سمٹ گئی ہے۔ ان کی بدولت دنیا کے ایک کونے میں بیٹھے دوسرے کونے کی خبر گھر بیٹھے لمحہ بھر میں پہنچ جاتی ہے۔ جہاں ان ایجادات کے مثبت پہلو ہیں وہاں انسان نے اپنی ایجادات کا استعمال غلط رنگ میں بھی کرنا شروع کر دیا ہے جس کے ہمارے معاشرے، ماحول، گھروں اور خصوصاً بچوں پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ مصروفیت کے اس دور میں والدین بعض دفعہ بچوں کو ٹی وی کے سامنے بٹھا کر خود اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں، بغیر سوچے سمجھے کہ بچے ٹی وی پر کیا دیکھ رہے ہیں۔ پھر بعض گھرانوں میں مرد، عورتیں اور بچے مل کر انڈین فلمیں، ڈرامے وغیرہ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو کہ نہ صرف بیہودہ ہوتے ہیں بلکہ اس سے سراسر ناپاکی اور گندگی پھیل رہی ہوتی ہے۔ بے پردگی ہو رہی ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ 3 مئی 1996ء میں فرمایا:

’’اس وقت جو اطلاعیں پاکستان سے مجھے ملی ہیں اس سے نہایت ہی خوفناک تصویر اس بات کی ابھری ہے کہ لوگ گندگی میں مبتلا ٹیلی ویژن کے ذرائع کو ایسے ناپاک استعمال میں لے آئے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں گھر گھر میں گندگی گھس گئی ہے اور گھر گھر بت داخل ہو گئے ہیں اور بھارتی فلمیں جو دکھائی جاتی ہیں سراسر گند سے بھری ہوتی ہیں اوپر سے نیچے تک نہ صرف گندی بلکہ کھوکھلی اور روزمرہ کے مذاق کو تباہ و برباد کرنے والی محض بیہودہ گندگی اور ایسے توہمات والی ہیں جن کا توحید کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں بلکہ ان توہمات سے توحید مٹنے لگے گی یعنی جب وہ توہمات دل پر قبضہ کرلیں تو ایسا رِجس ہے کہ ایسی ناپا کی آجاتی ہے جس کے ساتھ توحید اکٹھی نہیں رہ سکتی تو توحید اپنے ڈیرے ان دلوں سے اٹھا لیتی ہے‘‘۔ (روزنامہ الفضل 18/ اپریل 2001ء)

اپریل فول۔ ایک گندی اور گھناؤنی رسم

یکم اپریل کو لوگ بالخصوص مغرب میں اپریل فول جیسی لغو رسم کرتے ہیں۔ جس میں دھوکہ دہی، فریب، جھوٹ اور مذاق کا سہارا لے کر اپنے دوستوں، رشتہ داروں، وغیرہ کو بیوقوف بناتے ہیں۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔ چاہے وہ مذاق ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو‘‘۔ (سورۃ الاحزاب: 71)

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی علامتوں میں دجال کی بے دینی اور اس کا جھوٹا اور کذاب ہونا خصوصیت سے ظاہر فرما دیا ہے اور پھر اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھنے کی ہدایت دی ہے۔ جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا
وہ اک زباں ہے، عضو نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیدنا سید الوریٰ

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ خود اپریل فول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے، تو تیری کلام محض صدق ہو، ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتلاؤ یہ تعلیمیں انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمیں ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے‘‘۔

(نور القرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 408)

مہندی و شادی کی رسوم

مہندی جو کہ لڑکی رخصتی سے پہلے وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ مل کر کرتی ہے، اس موقع پر بھی بہت سی رسمیں کی جانے لگی ہیں۔ باقاعدہ لڑکوں کی طرف سے مہندی کا آنا، بعض جگہوں پر تو لڑکے والے بھی لڑکی کی مہندی میں شامل ہوتے ہیں۔ شادی کے موقع پر دلہن اور دلہا کو دودھ پلانا، جوتے چھپانا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 15 جنوری 2010ء میں فرمایا:

’’مہندی کی ایک رسم ہے، اس کو بھی شادی جتنی اہمیت دی جانے لگی ہے۔ اس پر دعوتیں ہوتی ہیں، کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ سٹیج سجائے جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کئی دن دعوتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور شادی سے پہلے ہی جاری ہو جاتا ہے، بعض دفعہ کئی ہفتہ پہلے جاری ہو جاتا ہے اور ہر دن نیا سٹیج بھی سج رہا ہوتا ہے۔...... یہ سب رسومات ہیں جنہوں نے وسعت نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔...... اب بعض احمدی گھرانوں میں بھی بہت بڑھ بڑھ کر ان لغو اور بیہودہ رسومات پر عمل ہو رہا ہے۔...... اب میں کھل کر کہہ رہا ہوں کہ ان بیہودہ رسم و رواج کے پیچھے نہ چلیں اور اسے بند کریں‘‘۔

خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 نومبر 2005ء میں حضور انور نے فرمایا:

’’بعض دفعہ ہمارے ملکوں میں شادی کے موقع پر ایسے ننگے اور گندے گانے لگا دیتے ہیں کہ ان کو سن کر شرم آتی ہے۔ ایسے بیہودہ اور لغو اور گندے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ پتہ نہیں لوگ سنتے کس طرح ہیں۔............ پھر ڈانس ہے، ناچ ہے، لڑکی کی جو رونقیں لگتی ہیں اس میں یا شادی کے بعد جب لڑکی بیاہ کر لڑکے کے گھر جاتی ہے وہاں بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی‘‘۔

سیدی پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حکم و عدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم و رواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ تو اس کی طرف بھی خاص توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے‘‘۔

(خطبات مسرور، جلد سوم صفحہ 685-700)

بعد ازاں عزیزہ نائمہ عزیز بھٹی، سمیرہ ظفر، صباحت طاہر، عائشہ منور، انیلہ منیب اور ثمینہ ظفر نے مختلف ترانے پیش کئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت واقفات نَو بچیوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

واقفاتِ نَو بچیوں سے سوال و جواب

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ بدعات کے اوپر بہت کچھ کہا ہے تم لوگوں نے۔ بدعت کیا ہے؟ ایسی باتیں جو نئی نئی ایجاد کی جائیں، دین میں شامل کر دی جائیں، جن کے بارے میں کوئی احکام نہیں ہیں بلکہ منع کی گئی ہیں۔ اب یہاں مجھے پتہ لگا ہے کہ ایک مہندی تھی۔ میں نے ان لوگوں کو ہال کی اجازت دی ہوئی ہے جن کے گھر چھوٹے ہیں۔ اول تو جرمنی میں اتنے چھوٹے گھر نہیں ہیں۔ جن کے بہت بڑے خاندان ہیں سو یا ڈیڑھ سو آدمی رہتے ہیں ان خاندانوں کے لئے شاید گھر چھوٹے ہو جائیں یا لڑکی کی سہیلیاں ہوں تو۔ اس کے لئے میں نے کہا تھا کہ آپ لوگ چھوٹی سی جگہ لے کر مہندی کر سکتے ہیں۔ تو اس کا بعض لوگوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ بڑے بڑے ہال لینے شروع کر دیئے۔ پھر بہانے یہ بنائے کہ آمین کے نام پر بڑی بڑی دعوتیں کرنی شروع کر دیں دوسروں کو بھی بلانا شروع کر دیا کہ ہم نے آمین کی ہے۔ کسی نے آمین کے نام پر سالگرہ شروع کر دی۔ تو اس طرح کی جو بدعتیں ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ فی الحال تو میں نے کوئی سختی نہیں کی اس مہندی والی بات پر لیکن آئندہ ضرور ہو جائے گی جو آمینیں اور اس طرح کی دوسری بدعات شامل کر لیتی ہیں مہندی کے نام پر یا آمین کے نام پر مہندیاں۔ جو بڑے خاندان ہیں وہاں شادی سے ایک دن پہلے ایک دن کے لئے رشتہ داروں کو کھانے پر بلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اب یہ مسئلہ بن گیا ہے کہ شادی پر خرچ کم آتا ہے، شادی کی رونقیں کم ہوتی ہیں، شادی کی اہمیت کم ہو گئی ہے اور جو مہندی ہے اس کی اہمیت شادی کے اوپر چھا گئی ہے۔ اسلام میں صرف دو چیزوں کی اجازت ہے۔ شادی کی دعوت اور ولیمہ۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی آئے کپڑوں پر رنگ لگا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا میری شادی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ولیمہ کیا ہے؟ عرض کیا نہیں، پیسے نہیں ہیں غریب آدمی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہے بکری کے ایک پائے کا ولیمہ کرو لیکن کچھ نہ کچھ لوگوں کو ضرور بلانا چاہئے۔ اپنے قریبیوں کو، اپنے رشتہ داروں کو کھلا دو۔ اس وقت اس کی اہمیت ہے۔ کہیں نہیں آیا کہ تم نے مہندی کی تھی کہ نہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت واقفاتِ نَو کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **ہم سمجھتے ہیں کہ آئندہ بھی نبی آسکتا ہے اور یہ بھی ایمان ہے کہ خلافت ہمیشہ قائم رہے گی۔ اگر نبی بھی آسکتا ہے اور خلافت بھی تا قیامت چلے گی تو دونوں باتیں کس طرح ٹھیک ہو سکتی ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جتنا پتہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ میرے اور مسیح کے درمیان میں کوئی نبی نہیں۔ مسیح موعود جو آئے گا وہ نبی ہوگا۔ پھر تیسری چیز یہ ہے کہ نبی آسکتا ہے۔ ’’سکتا ہے‘‘ اور ’’آئے گا‘‘ میں بڑا فرق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، اللہ تعالیٰ کی طاقت ہے، بھیجنا چاہے تو بھیج سکتا ہے۔ پرانے زمانے میں جو انبیاء تھے مثلاً بنی اسرائیل کے وہ شریعت کو لے کر آتے تھے وہ خلفاء ہی تھے۔ خلافت بھی نبوت کے رنگ میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو بھی خاتم الخلفاء کہا ہے کہ میرے پہ آکے خلافت ختم ہو گئی۔ اب میرے ذریعے سے خلافت جاری ہوئی اور جو جاری ہو گی وہ میرے ذریعے سے جاری ہو گی۔ ایک خلافت کی، مقام نبوت کے لحاظ سے جو انتہا ہو سکتی تھی وہ آپ پر ہوئی۔ ہو سکتا ہے کوئی نبی آجائے لیکن اس کا مقام بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کم ہوگا۔ یہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگوں کی حالتیں نہ بدلیں اور اس طرح احمد کی جو شان ہے اور جو پیار محبت سے سمجھایا جاتا ہے اس پہ عمل نہ کرو گے پھر ہو سکتا ہے کہ آخری زمانے میں کوئی ایسا نبی آئے جو ڈنڈا چلائے تم پر۔ تو یہ ایک امکان بیان کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طاقتوں کو محدود نہیں کر سکتے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو وہ خدا کو پیدا کرنے پر بھی قادر ہے؟۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت وہاں دکھاتا ہے جہاں اس کی شان بلند رہے۔ یہاں تو نبوت کا مقام ہے۔ آسکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت کے خلیفہ کو وہ مقام دے دے۔ پہلے بھی تو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی بھی بنایا ہوا تھا۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **مَیں سیکرٹری تبلیغ ہوں۔ مجھے دوسری دفعہ موقع مل رہا ہے کہ مَیں ایک آرٹیکل لکھوں۔ مَیں نے پہلی مرتبہ جماعت کے تعارف کے بارہ میں لکھا تھا اور اس میں ہیومینیٹی فرسٹ اور لجنہ اماء اللہ کے بارے میں لکھا تھا۔ دوسری مرتبہ کس موضوع پر آرٹیکل لکھنا چاہئے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسلام کی خوبیوں کے بارہ میں لکھو کہ اسلام امن اور پیار کا پیغام دیتا ہے۔ پھر اگلا لکھنا کہ امن اور پیار کا جو پیغام ہے اس کو اس زمانے میں لانے والا کون ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اور وہی پیغام ہم آگے پہنچاتے ہیں اور یہی اسلام ہے۔ پھر لوگوں کے رویے دیکھ دیکھ کر آگے آرٹیکل لکھتی جاؤ۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **عورتوں کا اس معاشرہ میں ضرورت کے تحت باہر نکلنا اور مردوں سے رابطہ کرنا بعض دفعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ نیز اگر مرد شک کی نظر سے دیکھے تو اس بارہ میں کیا ہدایت ہے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا علاج کے لئے جانا ہے ڈاکٹر کے پاس وہ مجبوری ہے، سودا سلف کے لئے جانا ہے، بازار میں شاپنگ کے لئے جانا ہے۔ مجبوری ہے تو جاؤ کس نے روکا ہے لیکن حیادار لباس پہن کے جاؤ۔ مرد شک کی نظر سے دیکھتے ہیں تو ظاہر ہے، خاوند دیکھتے ہیں، بھائی دیکھتے ہیں یا باپ دیکھتے ہیں تو ان کی اصلاح کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔ اگر تم پاک صاف ہو، ضمیر صاف ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غیر مردوں سے بات بھی کرنی ہے تو اپنے لہجے کو اتنا سخت کر کے عورت بولے کہ کسی کے دل میں غلط خیال پیدا نہ ہو۔ اگر تم سڑک پر کھڑی ہو کر دوستانہ انداز میں کسی واقف کار سے یا دکاندار سے باتیں کرنے لگ جاؤ گی تو وہ شک کی نظر سے تمہیں دیکھیں گے۔ لیکن اگر تمہارا اپنا رویہ غیر مردوں سے ایسا سخت ہوگا حدیث کے مطابق تاکہ کسی کو جرأت نہ ہو تو پھر ٹھیک ہے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے عرض کی کہ **حضور انور نے خلافت کی صد سالہ جوبلی کے خطاب میں فرمایا تھا کہ کسی نے حضور کو لکھا کہ خلافت کے سو سال پورے ہونے پر بہت خوشی ہے لیکن اس کے ساتھ بہت فکر کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے دُور ہٹ رہے ہیں۔ حضور ہمیں بتائیں کہ ہم اپنی اس فکر کو کس طرح دُور کر سکتے ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اپنی حالتوں کو ٹھیک رکھو اور تقویٰ کے قریب رہو۔ تقویٰ پر چلو۔ جو اسلام کی تعلیم ہے اس کے مطابق چلو۔ سنت پر عمل کرو اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ارشادات فرمائے ہیں ان کے مطابق چلو تو تبھی ہم قریب رہ سکتے ہیں۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **شادی کے سلسلہ میں استخارہ کی کیا اہمیت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر کام کے لئے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی لینے کے لئے استخارہ کا حکم ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر استخارہ یا ہر دعا کے بعد ضرور خواب بھی آئے اور جب تک خواب نہ آئے تم کہو کہ نہیں۔ اگر دل کو کسی بارے میں تسلی ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے۔ رات کو نماز کے

بعد خاص طور پر دو نفل پڑھ کے کسی مقصد کے لئے دعا کرو اور پھر سو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے یہ مدد مانگو کہ اگر یہ رشتہ میرے لئے بہتر ہے تو میرے دل میں تسکین اور سکون پیدا کردے اور اگر بہتر نہیں تو روک ڈال دے اور اس رشتے کے بارے میں میرے ماں باپ کے دل میں سے بھی نکال دے اور میرے دل میں سے بھی نکال دے۔ یہی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کبھی ماں راضی ہو جاتی ہے تو کبھی باپ راضی ہو جاتا ہے اور کبھی خود لڑکی کی مرضی ہوتی ہے۔ سارے راضی ہو جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔

☆ واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **کس کو استخارہ کرنا چاہئے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لڑکی کو خود کرنا چاہئے۔ حضرت اماں جانؓ فرمایا کرتی تھیں کہ جب لڑکیاں چھ سات سال کی ہو جائیں تو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی شروع کر دیں۔ تو ہر لڑکی کو اپنے نیک نصیب کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ جب بھی ایسا وقت آئے جب ان کا رشتہ آئے تو جو بہتر ہو وہ ہو۔ یہ نہیں کہ فلاں کے پاس پیسے ہیں، فلاں کے پاس عہدہ ہے، فلاں کے پاس ملازمت ہے، فلاں خاندان اچھا ہے تو میں نے رشتہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، غیب کا علم اس کو ہے، وہ جس کے لئے جو بہتر سمجھتا ہے اس کے مطابق کرو۔ باقی چھوٹی چھوٹی باتیں تو رشتوں کے بعد بھی ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کو Ignore بھی کرنا چاہئے۔ پھر یہ ہے کہ غیر متعلقہ لوگ جو ہیں جن کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہوتا ان سے بھی استخارہ کروالینا چاہئے۔ ان کو بھی بعض دفعہ کوئی خواب آجاتی ہے یا کوئی نہ کوئی پیغام مل جاتا ہے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **یہاں Father Day اور Mother Day منایا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات کنڈرگارٹن سے بچوں کے ذریعہ تحائف بھی بھجوائے جاتے ہیں اس بارہ میں کیا ہدایت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تحفے بیشک لے لیا کرو۔ لیکن اسلام تو کہتا ہے کہ ہر دن Mother Day ہے۔ تم ہر روز Mother Day منایا کرو۔ لندن میں ایک فنکشن تھا۔ مسجد کا افتتاح تھا۔ انگریز بھی آئے ہوئے تھے اور اس دن Mother Day بھی تھا۔ تو میں نے ان سے کہا کہ تمہارا Mother Day آج ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ ہر روز Mother Day مناؤ۔ والدین کی عزت کرو۔ ان سے بہتر سلوک کرو۔ ان کو اُف نہ کہو۔ ان کی خدمت کرو۔ اگر تمہیں توفیق ہے تو انہیں ہر روز تحفہ دو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **بچے کی پیدائش کے شکرانے کے طور پر جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ تو لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کیوں کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ کیا بکرے کی بجائے گائے کی قربانی میں حصہ بھی ڈالا جاسکتا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ عقیقہ ہوتا ہے اور عقیقے کے لئے تو بکرے یا بھیڑ کی قربانی کا ہی حکم ہے۔ حصے سے متعلق پھر یہ سوال اٹھاؤ گی کہ جائیداد میں مرد کے دو حصے کیوں ہیں اور عورت کا ایک حصہ کیوں ہے؟ کوئی نہ کوئی حکمت تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کریں۔ ہوسکتا ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کی نسبت برائیوں سے بچانے کی زیادہ ضرورت ہو۔ تمہیں اس بات پر خوش ہونا چاہئے۔

☆ **ایک واقفہ نَو نے تعلیم کے متعلق سوال کیا کہ وہ میڈیسن سٹڈی کرنا چاہتی ہے کیا اس کی اجازت ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر خواہش ہے اور اس کے مطابق نمبر آتے ہیں تو ضرور کرو۔ لیکن سٹڈی "چیک ریپبلک" یا باہر جا کے نہیں کرنی۔ اگر جرمنی میں داخلہ ملتا ہے تو کرنی ہے۔ لڑکیاں وہاں اکیلی نہیں جائیں گی۔ میڈیکل تو کرسکتی ہو لیکن اسی ملک میں رہتے ہوئے۔ ماں باپ جہاں جانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن دوسرے ملک میں جا کے نہیں۔

☆ ایک دوسری واقفہ نَو نے بھی **تعلیم کے متعلق سوال کیا کہ بہت واقفات نَو میڈیکل اور میڈیا میں سٹڈی کر رہی ہیں۔ ان کے علاوہ کس فیلڈ میں جانا چاہئے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرنلزم میں بھی جاسکتی ہو۔ ٹیچنگ میں جاسکتی ہیں۔ سائنس میں ریسرچ میں جاسکتی ہیں۔ ٹیچنگ میں جہاں حجاب نہیں لینے دیتے تو جن صوبوں میں منع ہے وہاں کوئی اور پڑھائی کرلو۔ کسی مضمون میں ماسٹرز کرلو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے سوال کیا کہ **پاکستان کے حالات کی وجہ سے بہت سے احمدی مختلف ممالک کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ حضور کا آسٹریلیا کے بارہ میں کیا خیال ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں رستہ ملتا ہے چلے جاؤ۔ آسٹریلیا بھی اچھی جگہ ہے اگر وہاں جانے دیتے ہیں۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **حضور نے سالگرہ منانی منع کی ہے تو کیا شادی کی سالگرہ بھی منع ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: صرف مَیں نے تو منع نہیں کی۔ کسی نے کبھی منائی نہیں اور اسلام میں اس کا رواج نہیں ہے۔ پہلے سب خلفاء منع کرتے رہے ہیں۔ شادی کی سالگرہ کیا ہے۔ شادی والے دن تھوڑا صدقہ نکال دیا کرو جو بھی سالگرہ ہو اور دو نفل پڑھ لیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو ایک سال گزار دیا ہے وہ اچھا گزار دیا ہے اور آئندہ بھی اچھا گزار دے۔ اگر اچھا نہیں گزرا تو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ آئندہ سال اچھا گزار دے اور خاوند کو عقل دے۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **کلاس میں شمولیت کے بارہ میں ایک سوال ہے جو سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک پابندی ہے کہ جو سالانہ امتحان میں حصہ نہیں لے سکتے مجبوری کے تحت بھی حصہ نہیں لے سکتے تو کلاس میں شامل نہیں ہوسکتے۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کوئی ضروری نہیں کہ سال میں ایک دفعہ ہو۔ کبھی میں آؤں اور میرے ساتھ ہوتی ہے تو میری مرضی ہے کرلوں اور اگر تم لوگوں کی اپنی ہوتی ہے تو وہ تو ہر مہینے یا کچھ عرصے بعد ہونی چاہئے۔ اس سال میں نے وہ پابندی ہٹا دی ہے۔ سارے آئے ہوئے ہیں۔ میں نے تو کہا کہ کوئی پابندی نہیں سارے آجاؤ۔ شاید یہاں آ کے اچھا اثر پڑ جائے تو اگلی دفعہ امتحان میں حصہ لے لو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے عرض کی کہ **میں بچے کی پیدائش کی وجہ سے امتحان نہیں دے سکی۔** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر کوئی مجبوری تھی تو پندرہ دن بعد امتحان دے دیتیں۔ یہ کونسا ایسا بورڈ کا یا یونیورسٹی کا امتحان ہے جو اسی دن ہونا ہے۔ مقصد تو یہ ہے کہ جو دینی معلومات ہیں جو نصاب یا سلیبس مقرر کیا گیا ہے وہ ہر ایک پڑھ لے اور اگر کوئی دس دن بعد یا مہینے بعد بھی دے دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ جس وقت جس کو موقع ہے وقف نَو والوں کا کام ہے کہ وہ امتحان لے سکتے ہیں۔ کوئی معین تاریخ رکھنا کوئی ضروری تو نہیں۔ مقصد تو یہ دیکھنا ہے کہ جو دینی علم یا نصاب تمہارے لئے مقرر کیا گیا تھا وہ تم لوگوں نے پڑھا ہے یا نہیں۔ ہر چیز کو ہوّا بنا دیا ہے انتظامیہ نے۔ ویسے کوئی پابندی نہیں۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **واقفات نَو کو آثار قدیمہ کے بارہ میں تعلیم حاصل کرنی چاہئے یا نہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر دلچسپی ہے تو پڑھ لو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے **خانہ کعبہ کے متعلق دریافت کیا کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کیا وہ موجود تھا اور اس کا کیا مقصد تھا؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کوئی مقصد ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے بھی اس کی بنیادیں تھیں۔ انہیں بنیادوں کی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی فرمائی جس پہ انہوں نے عمارت کھڑی کی۔ انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ نئی بنیادیں کھودیں۔ انہیں بنیادوں پہ عمارت کھڑی کی۔ پھر اس پر ایک دَور آیا کہ وہ گر گیا اور ختم ہوگیا۔ پھر ایک دَور آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور پھر جیسا کہ مشہور واقعہ ہے حجر اسود کو لگانے کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا۔ تو مختلف دَور اس پہ آتے رہے ہیں۔ تو یہ جو ہمارا آدم ہے یا یہ دنیا ہے یہ آدم سے کوئی چھ ہزار سال پرانی تو نہیں ہے۔ ہزاروں سال پرانی ہے۔ آسٹریلیا کے ابورجنیز کہتے ہیں کہ وہ پینتالیس ہزار سال پرانے ہیں۔ امریکہ کے مقامی لوگ بھی کہتے ہیں اور قرآن شریف کی اپنی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی ارب سال پرانی دنیا ہے۔ پھر ابن عربی کے حج کا جو واقعہ ہے۔ وہ حج کر رہے تھے تو ان پر ایک کشفی حالت طاری ہوگئی تو انہوں نے کسی سے پوچھا کہ تم بھی آدم کی اولاد ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ تم کس آدم کی بات کر رہے ہو۔ آدم تو ہزاروں گزرے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے گھر جو بنایا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ سب سے پرانا اور قدیم گھر ہے۔ پہلے بھی اس کا کہیں وجود تھا۔ کوئی سولائزیشن ہوگی جس کے لئے وہ تھا۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **جزاک اللہ کا جواب کیا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جزاک اللہ احسن الجزاء۔ قرآن کریم کہتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمن:61) یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ جو جزاک اللہ کہتا ہے وہ تم پر احسان کر رہا ہے تمہارے لئے دعا کر رہا ہے تو تم اس کے لئے دعا کر دو۔ احسن الجزاء دے۔ اور بھی بڑھ کر جزاء کہ تم میرے لئے دعائیں کر رہے ہو۔

☆ ایک واقفہ نَو نے پوچھا کہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں جو الہام ہوا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اس کا کیا مقصد ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس کی ابھی سمجھ نہیں آئی کیونکہ وہاں پیشگوئی کے الفاظ میں خود لکھا ہوا ہے۔ لیکن اس کے کئی معانی کئے جاتے ہیں۔ مرکز کے لحاظ سے بھی کئے جاتے ہیں۔ مکہ، مدینہ، قادیان اور پھر ربوہ کا مرکز قائم کیا۔ خاص طور پر احمدیوں کی آبادی کے لحاظ سے ربوہ ہی مرکز بنا تھا۔ پھر بھائیوں کے حساب سے بھی، ایک بھائی تھے مرزا سلطان احمد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی سے پہلے بیٹے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت نہیں کی تھی۔ جبکہ ان کے بیٹے مرزا عزیز احمد صاحب نے کرلی تھی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں 1930ء میں بیعت کی۔ بیماری کے آخری وقت میں جس کے بعد وہ فوت ہوگئے۔ تو ایک یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بھائیوں کو چار کرنے والا، ملانے والا ہو۔ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعد میں اور معانی ظاہر کرتا رہے لیکن بہرحال یہ دو ظاہر ہیں۔

☆ ایک واقفہ نَو نے **ڈارون تھیوری کے متعلق سوال کیا کہ اس تھیوری کے مطابق انسان نے عقلی لحاظ سے بھی ترقی کی ہے اور اب کا انسان پہلے انسان سے عقلی لحاظ سے بہتر ہے کیا یہ درست ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات یہ ہے کہ ڈارون کی Evolution کی تھیوری جس طرح وہ بیان کرتا ہے ہم اس طرح نہیں مانتے۔ لیکن ہم Evolution کو بہرحال مانتے ہیں۔ اب Evolution میں مذہب کے لحاظ سے عقل کے بارہ میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح فرما دیا اور حضرت مسیح موعود نے اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ مثلاً دینی لحاظ سے بھی انسان میں دین کے معاملات کو، روحانی معاملات کو جذب کرنے کی جو صلاحیت تھی وہ کم تھی۔ اس لئے پہلے انبیاء مقامی طور پر آتے رہے جو لوگوں کو ہر علاقے میں، ہر شہر میں، چھوٹی چھوٹی جگہوں پہ مقامی تعلیم دیتے رہے اور ان کی تعلیم مکمل نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ یہ Evolution یعنی روحانی Evolution ہوتا رہا اور وہ زمانہ آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے کامل اور مکمل تعلیم دی۔ تو دین کامل ہو گیا اور نعمت تمام ہوگئی۔ قرآن کریم کے بارہ میں یہ ہے کہ تا قیامت یہ تعلیم چلے گی۔ اب Evolution ایک لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں روحانی لحاظ سے تو مکمل ہو گیا۔ لیکن اس وقت وہ ایجادیں نہیں تھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم مکمل ہوگئی۔ اس لئے قرآن کریم نے بتا دیا کہ ایک زمانہ آئے گا انسان ترقی کرے گا، اس کی سائنس ترقی کرے گی، اس کا دماغ ترقی کرے گا تو زمینوں کو پھاڑ کے دو سمندروں کو ملا دے گا۔ سوئز کنال بھی مل گئی اور پاناما کینال بھی مل گئی۔ پھر انسان کا دماغ مزید ترقی کرے گا تو گھوڑوں خچروں اور اونٹوں کو چھوڑ کے کاروں اور ٹرین اور جہازوں پہ اور بحری جہازوں پہ انجن سے چلنے والے جہازوں پہ سفر کرے گا۔ سیٹلائٹ پہ چلا جائے گا۔ سیٹلائٹ سے ہواؤں میں چلا جائے گا۔ یہ ساری قرآن کریم کی پیشگوئیاں ہیں۔ تو یہ اس زمانے میں صحابہ تو نہیں جانتے تھے کہ کس کس طرح پوری ہوں گی۔ ان کا تصور بھی نہیں تھا ان کا Concept ہی نہیں تھا۔ لیکن آج ہو رہا ہے اور چند سالوں کے بعد ہوسکتا ہے کہ انسان کی ایسی ترقیاں ہوں جو تم لوگوں کی سوچ سے باہر ہوں۔ تم اپنی نانی پڑنانی سے پوچھ لو کہ یہ ہوسکتا ہے تو وہ کہیں گی کہ نہیں تم جھوٹ بول رہی ہو۔ باقی جب چاند پہ گئے ہیں تو مولوی بھی پاکستان میں کہا کرتے تھے کہ جھوٹ بول رہے ہیں کس طرح جاسکتے ہیں۔ وہ جو راکٹ ہے وہ تو اتنا بڑا ہے اور چاند تو چھوٹا سا ہے تو اس میں کس طرح انسان بیٹھ گیا تو یہ تو سوچ تھی ان کی، اب بھی ہے۔ اس لئے یہ Evolution تو اب بھی سائنسی ترقی کے لحاظ سے تدریجاً ہو رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کہہ کے اس کو

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214760	6212515 6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

مکمل اور کامل کر دیا۔

واقفات نَو کی یہ کلاس ایک بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوئی۔

واقفینِ نَو کی کلاس

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق واقفین نَو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ اس کلاس میں 325 خدام واقفین نَو نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو عزیزم انیق احمد شاہد نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم راحیل احمد نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم شرجیل خالد نے پڑھا۔ بعدازاں عزیزم سفیر احمد نجم نے رسالہ الوصیت سے خلافت کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود کے مبارک ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے

ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

عزیزم نعمان احمد خاں نے خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

یوم خلافت کا خصوصی موضوع

آج 27 مئی یوم خلافت ہے۔ یوم خلافت کی مناسبت سے اس وقفِ نَو کلاس کا امسال کا موضوع ”جرمنی میں خلفائے حضرت مسیح موعود کے دورہ جات اور ان کی نصائح“ تھا۔ ہر مضمون کے ساتھ ساتھ TV پر خلفاء کے دورہ جات اور مصروفیات کی تصاویر بھی پیش کی گئیں۔

سب سے پہلے ”جرمنی میں احمدیت کا آغاز اور حضرت مصلح موعود کا مبارک دورہ“ کے عنوان سے عزیزم عاصم بلال عارف نے اپنا درج ذیل مضمون پیش کیا۔

ایک مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا میں خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن ”خلافت ڈے“ کے طور پر منایا کرے۔ اس میں یہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دہرایا کریں۔ اسی طرح وہ رؤیا کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں“۔ (الفضل یکم مئی 1957ء)

جرمنی میں احمدیت

سرزمین جرمنی پر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ کی ذاتی توجہ اور کوششوں سے یہاں احمدیت کا پودا لگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ جرمنی میں جلد احمدیت پھیلے۔ جیسا کہ 1941ء میں مجلس مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا:

”مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اگر جنگ (یعنی Second World War) میں جرمنی کو شکست ہوئی تو اس کے بعد تبلیغ کا بہترین مقام جرمنی ہوگا۔ جرمن قوم تین سو سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں مگر ابھی تک وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی تو ہم اسے بتاسکیں گے کہ خدا نے تمہاری ترقی کا کوئی اور ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ ...... پس میں سمجھتا ہوں جرمن قوم کا اس شکست میں دینی لحاظ سے بہت بڑا فائدہ ہے اور عنقریب تبلیغ کے لئے ہمیں ایک ایسا میدان میسر آنے والا ہے جہاں کے رہنے والے باتیں نہیں کرتے بلکہ کام کرتے ہیں اور زبانی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ عملی رنگ میں قربانیاں کر کے دکھاتے ہیں“۔

1922ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے مربی مکرم مولوی مبارک علی صاحب بنگالی کو اور بعد میں حضرت ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو جرمنی بھجوایا اور اگلے ہی سال حضورؓ نے برلن میں پہلی مسجد بنانے کا فیصلہ فرمایا اور اس کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا۔ لیکن سرزمین جرمنی کی بدقسمتی کہ جرمنی کے معاشی حالات بہتر نہ ہونے کی وجہ سے یہ پراجیکٹ مکمل نہ ہوسکا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1945ء میں Second World War کے بعد تین واقفین زندگی کو جرمنی کے لئے منتخب کیا اور انہیں اس مقصد کے لئے لندن روانہ فرمایا لیکن جرمنی کے سیاسی حالات کے باعث وہ جرمنی نہ آسکے۔ البتہ چند دنوں کے ویزے پر جرمنی آتے جاتے رہے۔ 1949ء میں چوہدری عبداللطیف صاحب یہاں تشریف لے آئے اور ہمبرگ میں جماعت کا ایک مستقل مشن قائم ہوگیا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا دورہ جرمنی

بالآخر سرزمین جرمنی کی صدیوں کی محرومی اپنے اختتام کو پہنچی جب اس سرزمین پر پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک خلیفہ کے قدم پڑے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی مرتبہ 15 جون 1955ء کو جرمنی تشریف لائے اور دو دن قیام کے دوران نیورن برگ اور فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔ ہالینڈ سے واپسی پر آپؓ 25 جون کو ہمبرگ تشریف لے گئے جہاں آپ تین دن تک قیام فرما رہے۔ اس تمام دورہ میں جہاں آپ نے احمدی احباب کو ملاقات کا شرف بخشا وہاں جرمنی میں تبلیغ اور مساجد کے متعلق بہت سے منصوبے بھی بنائے گئے۔ ہمبرگ میں ایک استقبالیہ میں حضورؓ نے فرمایا: ”جرمن قوم کا کیریکٹر بلند ہے اور انہوں نے ہمبرگ شہر کو اتنی جلدی تعمیر کر لیا ہے۔ جرمن قوم اس زندہ روح کے ساتھ ضرور جلد از جلد اسلام کو جو خود اس روح کو بلند کرنے کے لئے تعلیم دیتا ہے قبول کرے گی“۔ نیز آپ نے فرمایا: ”اسلام یورپ کے لئے مناسب حال مذہب ہے اور خاص طور پر جرمنی کے لئے عالمگیر مذہب ہونے کی بناء پر اسلام کا مستقبل جرمن میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اسلامی روح جرمنی میں زندہ ہے“۔

آپ نے احمدیہ جرمن مشن ہمبرگ کی Visitor's Book میں مندرجہ ذیل ریمارکس تحریر فرمائے۔

”خدا تعالیٰ تمہیں ہمبرگ میں ایک موزوں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو جرمنی کے تمام لوگوں کے لئے اور خاص طور پر یہاں کے نومسلموں کے لئے ایک مرکز بنائے آمین۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق یورپ یقینی طور پر اسلام کی طرف توجہ کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ جرمنی کے نومسلموں کو اپنی برکات میں سے حصہ عطا فرمائے اور ان کو لاکھوں لاکھ کی تعداد میں بڑھاتا چلا جائے یہاں تک کہ جرمنی میں ان کی اکثریت ہو جائے۔ آمین“۔

یہ اس مبارک دورہ کا نتیجہ ہی تھا کہ ابھی دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ 1957ء میں ہمبرگ میں پہلی مسجد ”مسجد فضل عمر“ اور 1959ء میں فرینکفرٹ میں ”مسجد نور“ کا افتتاح بھی ہوگیا۔

حضرت مصلح موعود کی جرمنی میں اشاعت حق کی شدید خواہش کا اظہار ان دونوں مواقع پر بھیجے گئے پیغامات سے بھی ہوتا ہے۔ مسجد نور کے افتتاح کے موقع پر آپ نے تار بھیجا جس میں تحریر فرمایا:

”مَیں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہوں کہ اسلام جرمنی میں سرعت کے ساتھ پھیلے۔ آمین“۔

اسی طرح مسجد فضل عمر ہمبرگ کے افتتاح کے موقع پر آپ نے اپنے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو بھجوایا اور اپنے پیغام میں تحریر فرمایا:

”میرا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یکے بعد دیگرے جرمنی کے بعض شہروں میں بھی مساجد کا افتتاح کیا جائے۔ امید ہے مرزا مبارک احمد مولوی عبداللطیف صاحب سے مل کر ضروری سکیمیں اس کے لئے بنا کر لائیں گے تاکہ جلدی مساجد بنائی جائیں۔ خدا کرے کہ جرمن قوم جلد اسلام قبول کرے اور اپنی اندرونی طاقتوں کے مطابق جس طرح وہ یورپ میں مادیت کی لیڈر رہے روحانی طور پر بھی لیڈر بن جائے۔ ...... ہم ایک مربی یا درجنوں نومسلموں پر مطمئن نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں مبلغ جرمنی سے پیدا ہوں اور کروڑوں جرمن باشندے اسلام قبول کریں تا اسلام کی اشاعت کے کام میں یورپ کی لیڈری جرمن قوم کے ہاتھ میں ہو۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور جرمنی کے دورہ جات

اس کے بعد عزیزم حارث خالد نے ”حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی کے دورہ جات اور نصائح“ کے موضوع پر اپنا مضمون پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سترہ سالہ دَورِ خلافت میں جرمنی کے 6 دورہ جات فرمائے۔ سب سے پہلا دَورہ 1967ء میں پھر 70ء، 73ء، 76ء، 78ء اور آخری دورہ 1980ء میں فرمایا۔ یعنی ہر دوسرے یا تیسرے سال سرزمین جرمنی حضورؒ کے بابرکت وجود سے فیض پاتی رہی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

ستمبر 1967ء میں پہلے دورے سے قبل حضورؒ نے اس دورہ کے مقاصد کے بارہ میں فرمایا:

”یہی میرے سفر کا مقصد ہے۔ میں کھل کر ان سے بات کرنا چاہتا ہوں ...... کہ یہ پیشگوئیاں ہیں جو پوری ہوچکی ہیں اور یہ وہ واقعات ہیں جن کے پورے ہونے کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا اس وقت جس دن یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یوں واقع ہوگا اور یہ ایک سلسلہ ہے یوں ہوگا، یوں ہوگا، یوں ہوگا اور اس کے آخر پر یہ ہے کہ غلبۂ اسلام ہوگا۔ وہ غلبۂ اسلام خدا کے فیصلہ کے مطابق اس دنیا میں ضرور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی“۔

جرمن قوم کے بارہ میں بشارت

پہلے مبارک دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جرمنی میں احباب جماعت کو اپنا ایک مبشر خواب بھی سنایا کہ آپ جرمنی کے ایک عجائب گھر میں گئے ہیں جس کے ایک کمرہ میں مختلف اشیاء پڑی ہوئی ہیں۔ کمرہ کے درمیان میں پان کی شکل کا ایک پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے۔ اس پتھر پہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا ہوا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دلوں میں اسلام قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس دورہ کے اختتام پر 25/اگست 1967ء کو ربوہ میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے آپ نے جرمنی جماعت کے بارہ میں فرمایا:

”جب میں وہاں کے احمدیوں کے حالات بتاؤں گا کہ وہاں اللہ تعالیٰ کس قسم کی جماعت تیار کر رہا ہے اور اس جماعت سے مل کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نہایت خوشی کے سامان پیدا کئے اور آپ کے لئے بھی غور طلب ہے کہ وہ اب آپ کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوگئے ہیں“۔

1973ء کے تیسرے مبارک دورہ کے دوران ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

”ہمیں کامل یقین ہے کہ ہم محبت اور پیار کے ساتھ دنیا کے دل جیتیں گے۔ اب دنیا کی نجات اسلام کے ساتھ وابستہ ہوچکی ہے جو کامل ترین اور آخری مذہب ہے“۔

نیز حضورؒ نے یہ بھی فرمایا کہ:

”آئندہ پچاس سال تک جرمن قوم اسلام قبول کر لے گی“۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے یورپ کے پہلے دورہ کے بعد ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”ہر احمدی کو دنیا کا رہبر اور قائد اور استاد بننے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کرنی پڑے گی اور پیدا کرنی چاہئے۔ کیونکہ آج بھی دنیا کو ان سے کہیں زیادہ تعداد میں استادوں اور مبلغین کی ضرورت ہے جو آج ہمارے پاس ہیں۔ لیکن وہ زمانہ آنے والا ہے جب اس ضرورت کی ہماری موجودہ اہلیت کے ساتھ کوئی نسبت ہی نہ ہوگی بلکہ دنیا لاکھوں آدمی مانگے گی۔ دنیا جماعت احمدیہ سے یہ کہے گی کہ ہم سیکھنے کے لئے تیار ہیں تم ہمیں آکر سکھاتے کیوں نہیں؟ کیا جواب ہوگا آپ کے پاس اگر آپ ان کے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے؟ ...... پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دنیا کماتے ہوئے بھی اتنا دین سیکھ لیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کی آواز آپ کے کان میں پہنچے۔ ...... تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہو کہ انہیں اسلام سکھا سکے اور اس بات کا عزم اپنے دل میں رکھتا ہو کہ وہ دنیا کے ہر کام کو چھوڑ دے گا اور اسلام سکھانے کے لئے جہاں ضرورت ہوگی چلا جائے گا“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم ستمبر 1967ء)

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو

پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ 2012ء

شکاگو میں ورود مسعود۔ ائرپورٹ پر خصوصی انتظامات۔ شکاگو اور اردگرد کے علاقوں کی جماعتوں سے آئے ہوئے سینکڑوں احباب جماعت مردوزن کی طرف سے مسجد بیت الجامع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا والہانہ استقبال۔

مسجد سے ملحقہ حصوں، دفاتر اور لائبریری کا معائنہ۔ مسجد صادق کا وزٹ۔ احباب جماعت کی طرف سے پُر جوش استقبال۔ احمدیہ مشن زائن میں حضور انور کا ورود مسعود اور والہانہ استقبال۔ زائن اور شکاگو میں فیملی ملاقاتیں۔ سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے آقا سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(امریکہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

16/جون 2012ء بروز ہفتہ:

لندن سے روانگی، شکاگو (Chicago) میں ورود مسعود و والہانہ استقبال

آج کا دن جماعت احمدیہ امریکہ کے لئے ایک تاریخ ساز اور انتہائی مبارک دن ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کے لئے اپنا دوسرا سفر اختیار فرمایا۔ حضور انور کے اس بابرکت دورہ کا آغاز شکاگو سے ہو رہا ہے اور یہ وہی شہر ہے جہاں 1920ء میں جماعت احمدیہ کا پہلا مشن ہاؤس قائم ہوا اور باقاعدہ جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا اور یوں امریکہ کی سرزمین میں احمدیت کی ابتداء شکاگو سے ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 15/جون 2012ء کے خطبہ جمعہ میں اس سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’انشاء اللہ تعالیٰ چند ہفتوں کے لئے مَیں پھر سفر پر جا رہا ہوں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ امریکہ اور کینیڈا کے جلسے ہر لحاظ سے بابرکت ہوں‘‘۔ آمین

16/جون بروز ہفتہ صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے احباب جماعت مرد وخواتین جمع تھے۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ ہلا کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی اور ائرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً گیارہ بجے حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی احباب جماعت مرد وخواتین مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی۔ تقریباً گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیتھرو ائرپورٹ پہنچے۔ حضور انور کی آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈز کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔

ائرپورٹ پر حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے مکرم امیر صاحب یوکے رفیق احمد حیات صاحب، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب، مبلغ انچارج یوکے، مکرم وسیم احمد صاحب چوہدری صدر مجلس انصاراللہ، ظہور احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم مبارک احمد صاحب ظفر (ایڈیشنل وکیل المال لندن)، مکرم اخلاق احمد انجم صاحب (وکالت تبشیر)، مکرم میجر محمود احمد صاحب (افسر حفاظت خاص) اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اپنی سیکورٹی ٹیم کے ساتھ قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضور انور نے ائرپورٹ کے اندر جانے سے قبل ان تمام احباب کو از راہ شفقت شرف مصافحہ بخشا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائرپورٹ کے اندر تشریف لے گئے اور امیگریشن کی معمول کی کارروائی کے بعد جہاز میں سوار ہوئے۔

برٹش ائرویز کی پرواز BA 295 ساڑھے بارہ بجے ہیتھرو ائرپورٹ لندن سے شکاگو (امریکہ) کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد شکاگو کے مقامی وقت کے مطابق دو بج کر بیس منٹ پر جہاز شکاگو کے O'Hare انٹرنیشنل ائرپورٹ پر اترا۔ (شکاگو امریکہ کا وقت لندن یوکے سے چھ گھنٹے پیچھے ہے۔)

امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب اور نائب امیر مکرم منعم نعیم صاحب نے جہاز کے دروازہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔

چند قدم کے فاصلے پر مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت امریکہ، مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب نائب امیر امریکہ اور مکرم امیر صاحب یوایس اے کی اہلیہ استقبال کے لئے موجود تھیں۔ امیر صاحب کی اہلیہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

جہاز سے ایک خاص پروٹوکول انتظام کے تحت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ائرپورٹ کے ایک خصوصی لاؤنج میں لایا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قافلہ کے ممبران کو امیگریشن کی معمولی کارروائی اور فنگر پرنٹس اور چیکنگ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ خصوصی لاؤنج میں ہی جہاں حضور انور تشریف فرما تھے امیگریشن افسر نے آ کر چند منٹوں میں ہی تمام پاسپورٹس Stamp کر دیئے۔

سٹی آف شکاگو کے ائرپورٹ مینیجر نے لاؤنج میں آ کر خود حضور انور کو شکاگو آمد پر خوش آمدید کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

کسٹم اور بارڈر پروٹیکشن کے پورٹ ڈائریکٹر بھی حضور انور کو لاؤنج میں ملنے کے لئے آئے اور حضور کو خوش آمدید کہا۔

مینیجر سپیشل پورٹ کرٹسی (Port Couttsey) بھی لاؤنج میں آئیں اور حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔

علاوہ ازیں یونائٹڈ ائرلائن ٹرمینل 5 کی مینیجر، برٹش ائرویز کی ڈیوٹی مینیجر اور مینیجر کسٹم بھی اس خصوصی لاؤنج میں آئیں اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ایک احمدی امیگریشن آفیسر کلیم خان صاحب بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملنے آئے اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے ان سے گفتگو فرمائی۔

قافلہ کے سامان کے حصول کے لئے بھی ایک خصوصی انتظام کیا گیا تھا۔ شکاگو سے برٹش ائرویز کے مینیجر نے لندن ہیتھرو ائرپورٹ پر یہ خصوصی ہدایت بھجوائی تھی کہ حضور انور کے قافلہ کا سامان ایک ہی کنٹینر میں اکٹھا رکھا جائے اور اسے Priority دی جائے اور شکاگو ائرپورٹ پر یہ سامان سب سے پہلے اکٹھا موصول ہو۔ شکاگو ائرپورٹ پر یہ سامان سب سے پہلے اکٹھا موصول ہوا۔ شکاگو ائرپورٹ پر اس کام کے لئے متعین افسر نے یہ سامان خود حاصل کر کے بغیر کسی قسم کی چیکنگ کے گاڑی میں رکھوایا۔ اس طرح صرف پندرہ سے بیس منٹ کے اندر سامان کے حصول کی کارروائی مکمل ہو گئی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایک خصوصی دروازہ سے ائرپورٹ سے باہر لایا گیا۔ یہ دروازہ صرف کسی ملک کے سربراہ کے لئے کھولا جاتا ہے۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دروازہ سے باہر تشریف لائے تو جماعت احمدیہ یوایس اے کے عہدیداران مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب، مکرم ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب، مکرم فلاح الدین شمس صاحب، مکرم داؤد حنیف صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم انعام الحق کوثر صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم مرزا احسان احمد صاحب، شکاگو ریجن کی جماعتوں کے صدران، نیشنل صدر انصاراللہ، نیشنل صدر خدام الاحمدیہ اور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

بعدازاں ائرپورٹ سے تین بج کر دس منٹ پر روانگی ہوئی اور تین بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مکرم منعم نعیم صاحب نائب امیر جماعت یوایس اے کے گھر تشریف آوری ہوئی۔ شکاگو میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش منعم نعیم صاحب کے گھر پر ہی ہے۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کا انتظام رہائشگاہ پر ہی کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق سات بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ’’مسجد بیت الجامع‘‘ کے لئے روانگی ہوئی۔ ’’مسجد بیت الجامع‘‘ کو بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ اپنے پیارے آقا کے استقبال اور حضور انور کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے شکاگو اور اس علاقہ کے اردگرد کی جماعتوں Zion، Milwaukee، Oshkosh اور St. Louis سے احباب جماعت مردوزن، بچے بچیاں، جوان بوڑھے بڑی تعداد میں مسجد کے بیرونی احاطہ میں جمع تھے۔ بعض تو بہت لمبے سفر طے کر کے پہنچے تھے اور اپنے پیارے آقا کے چہرہ مبارک پر پہلی نظر ڈالنے کے لئے بیتاب تھے۔ بچوں اور بچیوں نے رنگ برنگے خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ان احباب اور خاندانوں میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے قریب سے دیکھنا تھا۔ ان کا لمحہ لمحہ بیتابی سے گزر رہا تھا۔

آٹھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گاڑی جونہی بیرونی گیٹ سے داخل ہوئی مسجد کی فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ ہر طرف سے خوشی ومسرت سے ہاتھ بلند تھے اور السلام علیکم حضور کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایک طرف افریقن امریکن احباب اپنے روایتی انداز میں کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے تو دوسری طرف بچے استقبالیہ گیت پیش کر رہے تھے۔ دوسری طرف کچھ فاصلے پر خواتین کا ہجوم تھا جو شرف زیارت کی سعادت سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ بچیاں کورس کی صورت میں خیر مقدمی دعائیہ نظمیں پیش کر رہی تھیں۔ ایک ایسی خوشی کا سماں تھا جو بیان نہیں کی جا سکتی۔ حضور انور اپنے ان عشاق کو دیکھ رہے تھے اور ان عشاق کی نظریں اپنے آقا کے چہرہ پر مرکوز تھیں اور بہتوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی تھیں۔ حضور انور ان سب احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے ان کے نعروں اور السلام علیکم کا جواب دیتے۔

بعدازاں حضور انور مسجد کی عمارت کے اندر تشریف لے گئے اور مسجد سے ملحقہ حصوں اور دفاتر اور لائبریری کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر یوایس اے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات کی۔

بعدازاں آٹھ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الجامع میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

مسجد بیت الجامع، شکاگو

شکاگو کی مسجد بیت الجامع کا مجموعی رقبہ پانچ ایکڑ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد اپنے دورہ امریکہ کے دوران 1997ء میں رکھا تھا۔ اس مسجد کی تعمیر تین ملین ڈالرز سے مکمل ہوئی۔ نماز کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہال ہیں جن میں بارہ صد سے زائد افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ Multi Purpose ہال ہیں۔ بچوں کا کمرہ علیحدہ ہے۔ اس کے علاوہ دس دفاتر اور کانفرنس روم ہیں۔ تعمیر شدہ حصہ کا رقبہ 21 ہزار مربع فٹ ہے۔ مسجد کے پارکنگ ایریا میں 100 کاروں کی پارکنگ کی گنجائش ہے۔ فروری 2004ء میں اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور 25/اپریل 2004ء کو مکرم امیر صاحب یوایس اے نے اس کا افتتاح فرمایا۔

جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ میں سال 1920ء کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے جب حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر لندن سے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ پہلے مبلغ کے طور پر 15/ فروری 1920ء کو امریکہ کی بندرگاہ فلاڈلفیا پر اترے۔ لیکن آپ کو ملک کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ آپ جس جہاز سے آئے اسی میں واپس چلے جائیں۔

حضرت مفتی صاحبؓ نے اس فیصلہ کے خلاف محکمہ آبادکاری (واشنگٹن) میں اپیل کی۔ اس پر آپ کو سمندر کے کنارے ایک مکان میں قید کردیا گیا۔ اس مکان سے باہر جانے کی ممانعت تھی۔ مگر چھت پر ٹہل سکتے تھے۔ اس کا دروازہ دن میں صرف دو مرتبہ کھلتا تھا۔ اس مکان میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگ بھی نظر بند تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے ساتھی قیدیوں کو تبلیغ کرنا شروع کردی۔ جس کے نتیجہ میں دو ماہ کے اندر 19 باشندوں نے بیعت کرلی۔

امریکہ کی سرزمین پر بیعت کرنے والے پہلے احمدی کا نام Mr.R . A. Rochford تھا۔ اس کے علاوہ بیعت کرنے والوں کا تعلق جمیکا، برٹش گیانا، پولینڈ، رشیا، جرمنی، Azores، بلجیم، پرتگال، اٹلی اور فرانس سے تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ میں قید کردیا گیا ہے تو آپ نے امریکی حکومت کے اس رویہ پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

’’امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت اُس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کرکے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی‘‘۔

مئی 1920ء میں امریکی حکومت کی طرف سے حضرت مفتی صاحب پر سے پابندی اٹھالی۔ جس کی فوری وجہ یہ تھی کہ ایسا نہ ہو کہ آپ نظر بند تمام قیدیوں کو مسلمان بنا لیں۔ چنانچہ حکام نے آپ کے امریکہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کردیا۔

اکتوبر 1920ء میں حضرت مفتی صاحب شکاگو (Chicago) منتقل ہوئے اور وہاں ایک مکان لے کر جماعت کے پہلے مشن ہاؤس کا قیام کیا۔ یہ مکان بطور مشن ہاؤس، رہائش اور بطور مسجد استعمال ہوتا تھا۔ جولائی 1921ء میں آپ نے اسی مشن ہاؤس سے جماعت احمدیہ امریکہ کے پہلے رسالہ "Muslim Sunrise" کا اجراء کیا۔ یہ رسالہ آج بھی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارے امریکہ میں شہر شہر، بستی بستی احمدی آباد ہیں اور بڑی مستحکم، منظّم اور فعال جماعتیں قائم ہوچکی ہیں۔ مساجد اور مشن ہاؤسز کی وسیع وعریض عمارتوں کا حال بچھا ہوا ہے اور ہر سال تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکاگو کی سرزمین سے شروع ہونے والا یہ دورہ انتہائی غیر معمولی برکتوں اور کامیابیوں کا حامل دورہ ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سرزمین سے ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقیات اور فتوحات کے نئے باب کھلنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ امریکہ ترقیات کی نئی شاہراہوں پر قدم رکھنے والی ہے۔ اور یہی تقدیر الٰہی ہے جو ظاہر ہو رہی ہے۔

17/جون 2012 بروز اتوار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چار بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ آج پروگرام کے مطابق پہلے ’’مسجد صادق‘‘ اور پھر وہاں سے Zion شہر کے لئے روانگی تھی۔ حضور انور نے دعا کروائی اور ’’مسجد صادق‘‘ کے لئے روانگی ہوئی۔

مسجد صادق میں آمد اور پُر جوش استقبال

دس بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ’’مسجد صادق‘‘ تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت نے غیر معمولی جوش اور ولولہ کے ساتھ نعرے بلند کئے۔ افریقن امریکن لوگوں نے اپنے خاص انداز میں لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور گیت پیش کئے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت شکاگو ایسٹ مکرم عبدالکریم صاحب اور مبلغ شکاگو ریجن مکرم انعام الحق کوثر صاحب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ یہاں احباب میں ایک خاص ولولہ اور جوش تھا اور بڑے جذباتی مناظر تھے کیونکہ یہ وہ جگہ تھی جو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے 1921ء میں جماعت امریکہ کے پہلے مشن ہاؤس اور سینٹر کے لئے خریدی تھی۔ اور اسی جگہ سے امریکہ میں باقاعدہ جماعت کے قیام کا آغاز ہوا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد صادق اور اس سے ملحقہ دفاتر اور لائبریری کا معائنہ فرمایا۔ لائبریری کے معائنہ کے دوران صدر جماعت نے بتایا کہ ہماری لائبریری میں 1906ء سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اصل شمارے موجود ہیں اور باقاعدہ سال وائز جلد بندی کرکے ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح بعض اور بھی پرانی کتب موجود ہیں۔

ایک دیوار پر ایک چارٹ کی شکل میں اس مشن ہاؤس اور پھر مسجد صادق میں تبدیلی کے مختلف ادوار دکھائے گئے تھے اور ساتھ ہی ابتدائی سالوں میں احمدیت قبول کرنے والے امریکن احباب کی تصاویر تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ سلسلہ انعام الحق کوثر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ ان پرانے احمدیوں کے خاندانوں کا پتہ کروائیں۔ ان کی نسلیں کہیں آباد تو ہوں گی۔ آج کل تو سسٹم، نظام ایسا ہے کہ پتہ لگوایا جاسکتا ہے۔

حضور انور نے مسجد صادق کے وزٹ کے بعد دعا کروائی اور پھر کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

مسجد صادق کی مختصر تاریخ

مسجد صادق کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ 1921ء میں جب حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ شکاگو پہنچے تو آپ نے شکاگو شہر کے جنوب میں برانزویل (Bronzeville) کے محلّہ میں ساؤتھ واباش سٹریٹ (South Wabash St.) پر ایک چھوٹی رہائش گاہ خریدی۔ یہ جگہ ہندوستان کے رہنے والے احمدیوں اور افریقن امریکن نومبائع احمدیوں کی مالی قربانی سے خریدی گئی۔ اور یہ مکان جماعت احمدیہ یو ایس اے کے پہلے سینٹر، ہیڈکوارٹر کے طور پر استعمال ہوا۔ اس عمارت کی چھت پر ایک لکڑی کا گنبد بنوایا گیا۔ یہ مسجد اس وقت واباش مسجد (Wabash Mosque) کہلاتی تھی۔

1923ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے امریکہ کے رخصت ہونے کے بعد دوسرے مبلغین حضرت مولوی محمد دین صاحب، ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب اور صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی شکاگو میں قیام پذیر رہے اور اسی مسجد کو، سینٹر کو 1950ء تک جماعت امریکہ کے ہیڈکوارٹر کے طور پر استعمال کیا گیا۔

1980ء کی دہائی میں اس سینٹر سے ملحقہ دو پلاٹ جماعت نے خریدے۔ 1988ء میں یہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی پلاننگ شروع ہوئی اور شہری انتظامیہ نے مسجد کی تعمیر کے پلان کی منظوری دے دی۔

مسجد کی تعمیر 1992ء میں شروع ہوئی اور 1994ء میں مکمل ہوئی۔ اس نئی مسجد کا باقاعدہ افتتاح 23/اکتوبر 1994ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران فرمایا۔ اس جگہ کا نام ’’مسجد الصادق‘‘ بہت لمبے عرصہ سے استعمال ہوتا رہا اس لئے حضورؒ نے اس مسجد کا یہی نام رکھا۔

زائن کے احمدیہ مشن ہاؤس میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

اس مسجد کے وزٹ کے بعد گیارہ بجے یہاں سے شہر Zion کے لئے روانگی ہوئی۔ شکاگو سے Zion کا فاصلہ قریباً پچاس میل ہے۔

بارہ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احمدیہ مشن ہاؤس Zion میں تشریف آوری ہوئی۔ احباب جماعت زائن نے بڑا پُر جوش استقبال کیا۔ یہاں کی جماعت کی ایک بڑی تعداد افریقن امریکن احباب پر مشتمل ہے۔ احباب نے بڑے والہانہ انداز میں نعرے بلند کئے۔ اَھْلًاوَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اِنِّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر۔ کے کلمات ان کے دل کی گہرائیوں سے نکل رہے تھے۔ حضور انور کی آمد پر فدا ہوئے جاتے تھے۔ ان لوگوں میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح کو اپنے اتنا قریب دیکھا تھا۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت زائن مکرم حسن حکیم صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنے عشّاق کے پاس سے گزرتے ہوئے مشن ہاؤس میں تشریف لے آئے۔ جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

Zion شہر کی اس وقت آبادی 24 ہزار کے لگ بھگ ہے۔ یہ وہی شہر ہے جو جان الیگزانڈر ڈوئی نے 1900ء کے آغاز میں آباد کیا تھا اور پھر یہ شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق اپنے عبرتناک انجام کو پہنچا۔ یہاں قارئین کے لئے اور خصوصاً نوجوان نسل کے لئے اختصار کے ساتھ اس پیشگوئی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر الیگزانڈر ڈوئی

ڈاکٹر الیگزانڈر ڈوئی 25/مئی 1847ء کو سکاٹ لینڈ میں پیدا ہوا۔ 1860 میں آسٹریلیا آ گیا۔ 1872ء میں اس نے پادری کا پیشہ اختیار کرلیا۔ 1888ء میں امریکہ چلا گیا اور 1896ء میں ایک فرقہ کرسچین کیتھولک کی بنیاد رکھی۔ 1900ء اور 1901ء میں جب اس کو غیر معمولی شہرت ملی تو اس نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ بھی کردیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ مَیں تمہیں جو کچھ کہوں گا تمہیں اس کی تعمیل کرنی ہوگی۔ کیونکہ مَیں خدا کے وعدے کے مطابق پیغمبر ہوں۔

اس نے جلد ہی Lake Michigan کے کنارے ایک ساڑھے چھ ہزار ایکڑ کا قطعہ لے کر اس پر ایک نیا شہر Zion نام سے آباد کرنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ ڈاکٹر ڈوئی کو اس شہر کے حاکم کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اس نے بڑے بڑے کارخانے اور پرنٹنگ پریس جاری کئے اور اس کی شہرت سارے امریکہ میں پھیلنے لگی۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اس نے اپنی طاقت اور شہرت کے زعم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف نہایت گستاخانہ زبان استعمال کی۔ ڈاکٹر ڈوئی کی اس بدزبانی کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں یوں فرمایا:

’’واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین واصدق الصادقین وخیر المرسلین امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بُغض دین متین کی وجہ سے اس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ مَیں نے باوجود اس کے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 505۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 69)

پھر ڈوئی نے یہ اعلان کیا کہ ’’اسلام کو ضرور نابود ہونا ہے۔ محمد نزم کو ضرور تباہ ہونا ہے۔ آج مشرق کے نظاموں میں سے محمد نزم بھی ایک نظام ہے۔ Zion کے لئے انسانیت پر اس ناپاک داغ کو تباہ کرنا ضروری ہے۔ اس لعنتی پرچم کو یروشلم کے بلند میناروں سے ضرور نیچے گرنا ہے۔ خدا مجھے توفیق دے کہ قبل اس کے کہ دیر ہوجائے مَیں اسلام کو اس کے دروازے پر تباہ کردوں‘‘۔

جب ڈوئی نے مسیح کی خدائی کا شدّت سے اظہار کیا، دعویٰ رسالت کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین آمیز کلمات استعمال کئے اور اسلام کے نابود ہونے کی پیشگوئی کی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے نمائندہ کے طور پر اسے للکارا اور ستمبر 1902ء کے ریویو آف ریلیجنز میں اس کے نام 13 صفحات کا ایک مضمون شائع کیا۔ آپؑ نے اسے چیلنج کرتے ہوئے لکھا:۔

’’ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا نام ڈوئی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدا زمین میں اس کو بھیجا ہے کہ سب کو اس بات کی طرف کھینچے کہ بجز مسیح کے کوئی اور خدا نہیں .... یہ شخص جو یسوع مسیح کو خدا بتاتا ہے اور اپنے آپ کو رسول بتاتا ہے اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کے خدا یسوع مسیح نے اس کو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہوجائیں گے جو یسوع مسیح کی خدائی اور اس (ڈوئی) کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے .... ہم ڈوئی کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ اس کو تمام مسلمانوں کو مارنے کی کیا ضرورت

ہے۔ اگر مسلمان مریم کے بیٹے کو خدا نہیں مانتے تو اس میں ان کا کوئی قصور نہیں۔ اس بات کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور وہ غریب مریم کے عاجز بیٹے کو خدا کیوں مان لیں؟ بالخصوص اس زمانہ میں جب کہ ڈوئی کے خدا کی قبر اس ملک میں موجود ہے اور اس میں وہ مسیح موعود بھی ہے جو چھٹے ہزار کے قریب اور ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوا۔ جس کے ہاتھ بہت سے نشان ظہور میں آئے۔ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارے جانے کی کا حاجت ہے؟ ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا ہے یا ہمارا؟ وہ بات یہ ہے کہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے پیش نظر رکھ کر دعا کرے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے۔............ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس باہمت مقابلہ سے تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک راہ نکل آئے گی ....لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا یا اپنے لاف وگزاف کے مطابق دعا کردی اور دنیا سے میری وفات سے قبل اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا اور ایسی موت کا ذریعہ کوئی ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اس میں انسانی ہاتھ کا دخل ہو، تاہم یہ کس بیماری یا بجلی گرنے یا سانپ کاٹنے وغیرہ کے باعث ہوسکتی ہے۔ ہم اس کے جواب کے لئے ڈوئی کو اس اعلان کے شائع ہونے سے تین ماہ تک کی مہلت دیتے ہیں اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ سچے کے ساتھ ہو۔ آمین۔ مرزا غلام احمد، رئیس قادیان، انڈیا''۔ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ستمبر 1902ء)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1903ء میں اپنے ایک مضمون میں ڈوئی کی عمر اور صحت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''میری طرف سے 23/اگست 1903ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ مَیں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن مَیں اپنی بڑی عمر کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ اب مَیں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا! جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تُو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دعا سن لے۔ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں''۔ (اشتہار 23/ اگست 1903ء۔ بزبان انگریزی۔تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 505 حاشیہ)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''مسٹر ڈوئی اگر میری طرف سے دعوت مباہلہ قبول کرلے گا اور صراحۃً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے ہی دیکھتے بڑے دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا''۔

چنانچہ امریکہ کے اخبارات نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ چیلنج اور مباہلہ کو کثرت کے ساتھ شائع کیا۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بیان فرماتے ہیں:

''یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ ایڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم انہوں نے نہایت مدّ و شدّ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کر دیا کہ امریکہ اور یورپ میں اس کی دھوم مچ گئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہوگئی''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج اور مباہلہ کے جواب میں بالآخر 27/دسمبر 1903ء کو ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے رسالہ "Leaves of Healing" میں لکھا:

''ہندوستان میں ایک بے وقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان کیڑوں مکوڑوں کا جواب دوں گا۔ اگر مَیں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ایک دم میں ان کو کچل سکتا ہوں۔ مگر مَیں ان کو حق دیتا ہوں کہ میرے سامنے سے دور چلے جائیں اور کچھ دین اور زندہ رہ لیں''۔

آخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہوئی اور اس دشمن اسلام کی پکڑ کا وقت آ گیا۔ دسمبر 1903ء اس پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔ اور یہ بالکل ہی ناچار ہوگیا۔ اور اپنے کام نائبین کے حوالے کرکے ایک جزیرہ میں جاکر رہائش اختیار کرلی۔ اس دوران اس کے مریدوں کو شک ہوگیا کہ اس کا سب کاروبار ایک دھوکہ تھا جو دوسروں کو کہتا تھا کہ وہ انہیں ٹھیک کرتا ہے تو وہ خود کیوں ایسا بیمار ہوگیا۔ اس کے مریدوں نے اس کے کمروں کی تلاشی لی تو اس میں شراب کی بہت سے بوتلیں نکلیں۔ اس کی بیوی اور لڑکے نے گواہی دی کہ وہ چھپ چھپ کر شراب پیا کرتا تھا (جبکہ اس اس نے Zion شہر میں شراب اور سگریٹ نوشی ممنوع قرار دی ہوئی تھی)۔ اس پر اس کے مریدوں کی طرف سے اس کو پیغام دیا گیا کہ تمام جماعت بالاتفاق تمہاری فضول خرچی، ریاکاری، غلط بیانی، مبالغہ آمیز کلام، لوگوں کے مال کے ناجائز استعمال اور غصب پر سخت اعتراض کرتی ہے۔ اس واسطے تمہیں تمہارے عہدے سے معطل کیا جاتا ہے۔''

اس کی ذلت وخواری اس قدر بڑھی کہ اس کے ایک لاکھ سے زیادہ مریدوں میں سے صرف دوسو کے قریب ہی باقی رہ گئے۔ بیماری کی تکلیف اس حد تک بڑھی کہ وہ پاگل ہوگیا۔ اس کی اخلاقی گراوٹ کو دیکھتے ہوئے اس کی بیوی نے اس سے علیحدگی لے لی اور اسی دور میں اس کی اکلوتی بیٹی فوت ہوگئی۔ بیوی اور بیٹا دونوں ہی طلاق کی وجہ سے علیحدہ ہوگئے اور اس کا سارا گھر ہی برباد ہوگیا۔ اس کے آخری ایام انتہائی اذیتناک تھے۔ اس کے بیمار لاچار وجود کو کوئی بھی سہارا دینے والا نہ تھا۔ ہر وقت بستر پر ہی رہتا۔ خود حرکت نہ کرسکتا تھا۔ اس بات کو ترستا کہ اس کے نوکر آ کر اس کو دوسری طرف پلٹ کرلٹائیں۔ آخر کار یہ شخص انتہائی ذلت، دکھ کے ساتھ جب اس کا کوئی بھی پُرسان حال نہ رہا تو 9/مارچ 1907ء کو اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس کی موت کے وقت اس کے پاس صرف چار آدمی تھے۔ اور اس کی پونجی کل تیس روپے کے قریب تھی۔

ڈوئی کے اس عبرتناک انجام پر نیویارک کے اخبار "The Truth Seeker" نے اپنی 15/جون 1907ء کی اشاعت میں لکھا:

''محمدی مسیح کے لئے ڈوئی کو اس مقابلہ کا چیلنج کرنا ایک پُرخطر اقدام تھا کیونکہ چیلنج کرنے والا عمر میں 15 سال بڑا تھا اور ایسے ملک میں جہاں طاعون اور تعصب کا گھر ہو اس کے زندہ رہنے کے امکانات بہت کم تھے مگر آخر وہی جیتا۔''

امریکہ کے اخبار "Boston Herald" نے اپنی 23/جون 1907ء کے ایڈیشن میں ایک پورا صفحہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو تفصیل سے شائع کیا اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوٹو دے کر یہ عنوان دیا:

"Great is Mirza Ghulam Ahmad the Messiah,Fortold Pathetic End of Dowie"

یعنی ''مسیح مرزا غلام احمد ایک عظیم انسان تھے جس نے ڈوئی کے عبرتناک انجام کے بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس نشان کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں درج ذیل عنوان کے تحت درج فرمایا ہے:

''فتح عظیم۔ ڈاکٹر جان الیگزانڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مرگیا''۔

ڈوئی کے اس عبرتناک انجام کو امریکہ کے سینکڑوں اخبارات میں ہوا۔ آج Zion شہر میں کوئی فرد بھی اس کو اس کے دعویٰ کے ساتھ نہیں جانتا اور نہ ایمان رکھتا ہے۔ اس کا نا کلیۃً مٹ چکا ہے۔ جس قبرستان میں دفن ہے وہ قبرستان متروک ہو چکا ہے اور کوئی اس کا والی وارث نہیں ہے۔ ڈوئی کی نسل کا بھی نام ونشان نہیں ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار۔

آج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ دوصد ممالک میں آپ کے ماننے والے موجود ہیں اور جماعت احمدیہ دنیا کے ہر ملک میں عظیم الشان ترقیات اور کامیابیاں حاصل کر رہی ہے اور ہر آنے والا دن نئے انقلاب کی نوید لے کر آتا ہے۔

آج ڈوئی کے اس شہر Zion میں بھی اس کا اپنا نام اور وجود ہمیشہ کے لئے مٹ چکا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ منظّم و مستحکم ہو رہی ہے اور پھل پھول رہی ہے۔ یہاں دن رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نام بڑی عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور آپؑ پر سلام بھیجا جاتا ہے کیونکہ یہ وہی شہر ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''فتح عظیم'' عطا فرمائی تھی۔

فیملی ملاقاتیں

آج اسی شہر Zion کی جماعت نے اپنے پیارے آقا کا بڑا والہانہ استقبال کیا اور پھر یہاں کے ہر ایک خاندان نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام پونے تین بجے تک جاری رہا اور مجموعی طور پر قریباً 30 خاندانوں کے یکصد سے زائد ممبران نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ اور بڑی عمر کے سکول کالج جانے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے۔

جماعتی انتظامیہ نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ شکاگو واپس جاتے ہوئے Zion شہر کے اس حصہ سے گزرا جائے جہاں ڈوئی (Dowie) کا گھر ہے اور وہ قبرستان واقع ہے جہاں یہ دفن تھا۔ نیز اس کا چرچ ہے جو بعد میں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔

ملاقاتوں کے پروگرام کے بعد تین بج کر 25 منٹ پر واپس شکاگو جانے کے لئے روانہ ہوئے تو پروگرام کے مطابق یہی راستہ اختیار کیا گیا۔ راستہ میں ایک طرف ڈوئی کا گھر تھا جبکہ دوسری طرف قدرے کچھ فاصلہ پر وہ قبرستان تھا جہاں یہ دفن ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف نہیں لائے اور گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہی دریافت فرمایا کہ اس کی قبر کہاں ہے۔ جس پر منتظمین نے بتایا کہ جو ایک کمرہ نظر آ رہا ہے اسکے بالکل سامنے ہے اور ساتھ ہی اس کے خاندان کی دو تین قبریں ہیں۔ اس کے بعد اس راستہ سے گزرے جہاں اس کا چرچ تھا جو اس نے 1903ء میں بنایا تھا۔ پھر 1924ء میں اس چرچ کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ 1937ء میں یہ چرچ آگ میں جل کر خاکستر ہوگیا۔ اس کے بعد اسے نئے سرے سے ایک کشتی کی شکل میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اور کشتی کی ایسی شکل بنائی گئی ہے جسے وہ الٹی ہوئی ہو یا ڈوب رہی ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈوئی کے بارہ میں جو پیشگوئی فرمائی تھی اس میں یہ الفاظ بھی تھے۔ ''اُغْرِقَتْ سَفِیْنَۃُ الْاَذَلّ'' ذلیل ترین انسان کی کشتی غرق ہوگئی۔ چنانچہ اس کے مرنے کے 30 سال بعد اس کے چرچ کی جب نئی تعمیر ہوئی تو وہ اس کشتی کی شکل میں ہوئی جو پانی میں الٹی ہوکر ڈوب رہی ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ پندرہ منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شکاگو تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ''مسجد بیت الجامع'' کے لئے روانگی ہوئی۔ چھ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ''مسجد بیت الجامع'' میں نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعدازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شکاگو سے تعلق رکھنے والی 64 فیملیز کے 412 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان فیملیز میں سے ایک بہت بڑی تعداد ان خاندانوں کی تھی جو اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف پا رہی تھیں۔ جب یہ ملاقات کر کے باہر آئیں تو ان کی آنکھوں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ یہ ان کی زندگی میں ایک ایسا لمحہ تھا جو ان کی ساری زندگی پر حاوی تھا۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آج شکاگو میں بسنے والے احمدیوں کے لئے ایک عید کا دن تھا کہ ہر خاندان کو چند گھڑیاں اپنے آقا کے قرب میں گزارنے کا موقع مل رہا تھا۔ ہر ایک اپنے حصہ کی برکتیں پا رہا تھا اور خوشی سے معمور تھا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات دس بج کر بیس منٹ پر ختم ہوا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہوکر گیارہ بج کر دس منٹ پر اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب بھی اپنی رہائشگاہ سے جماعتی سینٹر مسجد بیت الجامع تشریف لاتے ہیں تو پولیس کی ایک گاڑی مسجد کے بیرونی گیٹ پر ڈیوٹی پر موجود ہوتی ہے اور حضور انور کی آمد پر راستہ کلیئر کرواتی ہے۔ جب حضور انور واپس تشریف لے جاتے ہیں تو قافلہ کو روانہ کرنے تک پولیس کی یہ گاڑی اپنی ڈیوٹی پر موجود رہتی ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کے بیان فرمودہ ایمان افروز اور دلچسپ واقعات

ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا ستمبر و اکتوبر 2009ء میں حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کی کتاب ’’میری یادیں‘‘ سے چند ایمان افروز واقعات پیش کئے گئے ہیں۔ (مرسلہ: مکرم رانا حماد جاوید احمد صاحب)

☆...... حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ 1935ء میں تبلیغی دورہ جات کے دوران حکم تھا کہ سفر کے لیے اپنے ساتھ بھنے ہوئے چنے وغیرہ رکھ لیا کریں کیونکہ زیادہ تر سفر پیدل ہوتا تھا اور اکثر چالیس پچاس کلومیٹر سے بھی زائد ہوتا تھا۔ ایک بار مَیں سفر پر پیدل روانہ ہوا تو کھانے پینے کا سامان جو پاس تھا وہ دو دن پیدل سفر کے دوران ختم ہوگیا۔ تیسرے دن جنگل میں اکیلا خدا کو یاد کرتا ہوا جارہا تھا کہ اشد بھوک نے ستانا شروع کیا اور کمزوری بہت محسوس ہونے لگی۔ غرضیکہ چلنا بھی مشکل ہوگیا۔ اپنے ہمراہ کتابوں کا جو بیگ اٹھایا ہوا تھا اُسے سرہانہ بنا کر تھوڑی دیر کے لیے ایک فصل کے کنارے لیٹ گیا۔ انتہائی کمزوری کی وجہ سے نڈھال تھا۔ کچھ دیر کے لیے آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ باریش سفید کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں بڑا پیتل کا گلاس لیے ہوئے، جو دودھ سے بھرا ہوا تھا، میرے پاس آئے اور کہنے لگے اسے پی لیں۔ مَیں نے اُن کے ہاتھ سے وہ گلاس لے کر دودھ پی لیا۔ جب میری آنکھ کھلی تو وہاں کوئی شخص موجود نہیں تھا اور میرا پیٹ بھی بھرا ہوا تھا۔ پھر دوبارہ مَیں چل پڑا۔ راستہ میں مجھے دودھ کے ڈکار آتے رہے اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے مَیں اس طرح منزل پر پہنچا کہ کمزوری کا نام ونشان تک نہیں تھا۔

☆...... ہندوستان میں ایک دفعہ سُنّی علماء سے مناظرہ تھا جس کے لیے پیدل لمبا سفر کرکے پہنچنا تھا۔ ایک دوست کو ساتھ لے لیا۔ اُسے اپنی جماعتی کتابیں اٹھانے کے لیے دی ہوئی تھیں۔ زیادہ سفر کا حصّہ جنگل میں سے گزرنا تھا۔ راستہ میں بارش شروع ہوگئی۔ بہت تیز بارش تھی چنانچہ فوری طور پر جو قریب بڑا درخت تھا اُس کے نیچے ہم دونوں نے رُکنا ضروری سمجھا وگرنہ کپڑے اور کتابیں سب کچھ بھیگ جاتا۔

ابھی وہاں کھڑے ہوئے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ مجھے تفہیم ہوئی کہ فوراً درخت کو چھوڑ دینا چاہئے اور اتنی شدّت سے ہوئی کہ مَیں نے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر فوراً بارش میں ہی چلنا شروع کردیا۔ ابھی ہم چند قدم ہی دُور گئے تھے کہ اُس درخت پر آسمانی بجلی گِری اور وہ دو ٹکڑے ہوگیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہم دونوں کو معجزانہ طور پر بچالیا۔ الحمدللہ

☆...... 1993ء میں کسی مربی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دو واقعات تحریر کیے تھے جس کی حضورؒ کے ارشاد پر حضرت مولوی صاحبؓ سے تصدیق بھی کروائی گئی۔ اُن میں پہلا واقعہ چارکوٹ کشمیر کا ہے کہ تبلیغ کرتے ہوئے جب آپؓ وہاں پہنچے تو چوپال پر گاؤں کے لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دنوں قحط کا سا حال تھا۔ لمبے عرصہ سے بارشیں نہیں ہوئی تھیں اور جانور چارہ نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے تھے۔

جب آپؓ نے تبلیغ کرنی شروع کی تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم اور ہمارے جانور تو قحط سے مر رہے ہیں، ہم تب آپ کی باتوں کو سچّی مانیں گے کہ یہ چشمہ جو آجکل بالکل خشک ہے اگر آپ دعا کرکے اس میں پانی لادیں۔ آپؓ نے اُن سے پوچھا کہ آپ یہ بات خدا کو حاضر ناظر جان کر کہہ رہے ہیں یا تمسخر کے طور پر کہہ رہے ہیں۔ اُن سب نے کہا کہ ہم دل سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔ آپؓ کہنے لگے کہ پھر سب میرے ساتھ آؤ۔ آپؓ اُن کو لے کر چشمہ پر پہنچے اور کہا کہ اس چشمہ کے اردگرد لائن میں جوتیاں اتار کر اُوپر پاؤں رکھ لو اور میرے ساتھ مل کر دعا کرو۔ سخت گرمی کے دن تھے اور زمین پتھریلی اور بہت گرم تھی۔ سب نے خدا کے حضور ہاتھ اٹھالئے اور آپؓ نے دعا شروع کروائی اور اپنے ربّ سے معجزہ مانگا۔ دعا ابھی جاری تھی کہ اس خشک چشمہ میں ’’غٹ، غٹ‘‘ کی آواز سے پانی آنا شروع ہوا اور وہ چشمہ آج تک خشک نہیں ہوا۔ اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد اُن میں سے اکثر احباب نے احمدیت قبول کی۔ جس دوست نے یہ واقعہ حضورؒ کی خدمت میں تحریر کیا تھا وہ اس وقت بچے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ دعا میں شامل تھے۔

☆...... دوسرا واقعہ کچھ یوں تھا کہ بٹالہ میں ایک لوہار کو اُس کی دوکان پر جاکر آپؓ اکثر تبلیغ کیا کرتے تھے۔ لیکن وہاں کا غیراحمدی مولوی اُسے آپؓ کے خلاف بھڑکاتا رہتا۔ اور آخر اُسے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ ہتھوڑا مار کر آپؓ کو اپنی دوکان کے اندر ہی ختم کردے۔ یہ بات آپؓ کے علم میں نہیں تھی لہٰذا حسب معمول آپؓ اُس کی دوکان پر گئے۔ ابھی آپؓ نے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ اُس نے لوہے کا ہتھوڑا پکڑ کر آپؓ کے سر پر مارنے کے لیے بازو اٹھایا تو اس کا دایاں بازو رسی پر لٹکائی ہوئی ایک درانتی پر اس زور سے لگا کہ ہتھوڑا گر گیا اور اُس کا بازو کٹ گیا۔ اُس نے شور مچانا شروع کردیا اور اُسے جب لوگ اٹھاکر لے جارہے تھے تو وہ کہتا جارہا تھا کہ ان کا مہدی سچا ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے بھی بچالیا اور اُس کی زبان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اقرار بھی کروادیا۔

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17 اکتوبر 2009ء میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں مکرم ناصر احمد خالد صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔

ڈاکٹر سلام کے لاہور پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں فیض میموریل لیکچر دینے کا اعلان اخبارات میں ہوا تو فیض صاحب کی بیٹی پروفیسر سلیمہ ہاشمی اور داماد پروفیسر شعیب ہاشمی کے بقول یہ لاہور میں سائنس کا کھڑکی توڑ ہفتہ تھا۔ کیونکہ ہوٹل کے ہال میں 800 لوگوں کی گنجائش ہے اور دس ہزار سے زیادہ لوگوں کو انکار کیا گیا ہے۔ اس لیکچر کے لئے سیکیورٹی کے خاص انتظامات کئے گئے تھے اور منتظمین بھی خاصے فکرمند تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر سلام کا پنجاب یونیورسٹی میں لیکچر پُرتشدد احتجاج کے باعث منسوخ کرنا پڑا تھا۔ بعد میں سلام صاحب لیکچر دینے جب اسلام آباد گئے تو پھر ہنگامہ آرائی کی گئی اور رینجرز اور پولیس کو ہوائی فائرنگ کرنا پڑی۔

اس پس منظر میں منتظمین کی تشویش بالکل بجا تھی لیکن خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوا اور پاکستان میں ڈاکٹر صاحب کا پہلا اور شاید آخری پبلک لیکچر بہت عمدگی اور امن سے ہوگیا۔ جس پر فیض فاؤنڈیشن والے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے لیکچر دینے سے قبل فرمایا کہ (ڈاکٹر) محبوب الحق (جنرل ضیاء کے وزیر خزانہ) نے کہا ہے کہ سلام پاکستان آنے سے ڈرتا ہے۔ مَیں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ مَیں پاکستان آنے سے نہیں ڈرتا بلکہ میرے دوست مجھے یہاں بلانے سے ڈرتے ہیں۔ اِس بات پر ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

ڈاکٹر سلام نے فیض میموریل لیکچر کے شروع میں کہا کہ جب یورپ میں میرے دوستوں کو علم ہوا کہ مَیں اس لیکچر کے لئے پاکستان جارہا ہوں تو انہوں نے بہت حیرانگی کا اظہار کیا کہ سلام سائنس کا آدمی ہے اور فیض شعروشاعری کی دنیا کا باسی اور حسن و عشق کی باتیں کرنے والا! دونوں عالمی شخصیات دو مختلف دنیاؤں کی رہنے والی ہیں تو ان میں قدرِ مشترک کیا ہے؟

ڈاکٹر سلام نے اس بات کا جواب یہ دیا کہ مَیں اور فیض دونوں دوسرے ملکوں میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں اور دونوں ہی حکومت پاکستان کے نزدیک ناپسندیدہ اشخاص ہیں۔

سلام کی فیض سے بہت دوستی تھی۔ ایک دفعہ دونوں کو خراب موسم کی وجہ سے یورپ کے کسی ایئرپورٹ پر مجبوراً کئی گھنٹے رکنا پڑا۔ اس موقع پر سلام کی فرمائش پر فیض نے اپنے ہاتھ سے اپنی مشہور نظم

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ نہ کوئی سر اٹھا کر چلے

سلام کی ذاتی ڈائری پر لکھ کردی۔

ربوہ میں ایک تقریب کے دوران پروفیسر منور شمیم خالد صاحب نے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے دریافت کیا کہ نوبیل پرائز ملنے کے بعد دنیا کی کئی یونیورسٹیوں نے آپ کو اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی ہے۔ آپ کس یونیورسٹی کے استقبال سے سب سے زیادہ متأثر ہوئے ہیں؟ تو سلام نے فوراً علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا نام لیا۔ تفصیل اس استقبال کی یہ ہے کہ سارا شہر اور یونیورسٹی کے طلباء شہر سے کئی میل باہر استقبال کے لئے جمع ہوگئے۔ جب سلام کار میں وہاں پہنچے تو طلباء نے کار کا انجن بند کرا دیا اور ازراہ محبت و عقیدت گاڑی کو اپنے ہاتھوں سے دھکا دے کر یونیورسٹی کیمپس تک لے کر گئے۔

ڈاکٹر صاحب کے پاکستان میں چار بہت عزیز شاگرد ہیں۔ ایک ڈاکٹر پروفیسر پرویز ہود بھائی جو قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں فزکس کے پروفیسر، دانشور اور کالم نگار ہیں۔ دوسرے عزیز شاگرد ڈاکٹر پروفیسر مجاہد کامران ہیں جو آجکل پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ تیسرے شاگرد ڈاکٹر پروفیسر غلام مرتضیٰ ملک اور چوتھے ڈاکٹر پروفیسر انیس عالم ہیں۔

پاکستان کی مختلف حکومتوں نے ڈاکٹر سلام سے احمدی ہونے کی بناء پر جو ظالمانہ اور ناروا سلوک کیا اُس کی تفصیل بہت دردناک ہے۔ جنرل ضیاءالحق کے دَور میں UNO کے ادارے یونیسکو میں ڈائریکٹر جنرل کی پوسٹ خالی ہوئی تو ڈاکٹر صاحب کی خواہش تھی کہ وہ اس پوسٹ پر فائز ہوکر تیسری دنیا اور پاکستان کی خدمت کریں۔ اُس وقت کے پاکستان کے وزیر خارجہ جنرل یعقوب خان نے حکومتی پالیسی کے تحت انہیں نامزد کرنے سے انکار کردیا اور ایک اخباری اعلان میں یہ کہا کہ حکومت پاکستان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک قادیانی ڈاکٹر سلام کو اس پوسٹ کے لئے نامزد کرسکے۔ اس پر اٹلی اور دنیا کے کئی دوسرے ممالک نے سلام صاحب کو اپنی شہریت کی پیشکش کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کی نامزدگی کے بعد دنیا کا کوئی دوسرا ملک اپنا نمائندہ نامزد نہیں کرے گا اور آپ بلا مقابلہ منتخب ہوجائیں گے۔ مگر محبّ وطن اور سچے پاکستانی سلام نے کسی اور ملک کی شہریت قبول کرنے سے انکار کردیا۔

ٹریسٹے (اٹلی) کے آئی ٹی سی سینٹر کے بانی ڈائریکٹر کے طور پر ڈاکٹر عبدالسلام نے 1964ء سے 1994ء تک انتھک خدمات سرانجام دیں۔ ریٹائرمنٹ پر آپ کے اعزاز میں جو پُروقار الوداعی تقریب منعقد ہوئی اُس میں دنیا کے ہر خطّہ سے سینکڑوں سائنسدان جمع ہوئے۔ ان میں دس نوبیل انعام یافتہ سائنسدان بھی شامل تھے۔ سب نے ایک دوسرے سے بڑھ کر ڈاکٹر سلام کو اُن کے علمی کارناموں پر خراج تحسین پیش کیا۔ یہ افراد ڈاکٹر سلام کے سامنے آکر رکتے۔ عقیدت سے سر جھکاتے اور الوداعی الفاظ ادا کرتے ہوئے انہیں سلام کرتے اور آگے گزر جاتے۔ اس خصوصی تقریب میں موجود ڈاکٹر پرویز ہود بھائی بیان کرتے ہیں کہ اس شاندار الوداعی تقریب میں کسی طرح ایک پاکستانی طالب علم نے اپنی باری پر جھک کر سلام صاحب کو سلام کیا اور عقیدت کے پھول پیش کرنے کے بعد کہا ’’سر! میں پاکستان سے آیا ہوں اور پاکستان کو آپ پر فخر ہے‘‘۔ اپنے پیارے وطن پاکستان کا نام سن کر ڈاکٹر صاحب نے کندھوں کو اچکا۔ ان کا جسم کانپنا شروع ہوگیا۔ پاکستان کے لفظ نے ان کے وجود ان کی روح اور دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ کچھ لمحے بول نہ سکے اور بے اختیار آنسو ان کی آنکھوں سے نکل کر رخساروں سے نیچے بہنے لگے۔ اس تقریب کی فضا غمناک اور افسردہ ہوگئی۔ اس وقت یقیناً ان کے دل میں یہ خیال گزرا ہوگا کہ وہ اس عظیم درسگاہ کو اٹلی کی بجائے اپنے وطن پاکستان میں کیوں قائم نہ کرسکے!

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا کے پروفیسر احمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ: ’’عبدالسلام ایک فرد کا نہیں ایک تحریک کا نام ہے۔ دنیا سے غربت اور جہالت مٹانے کی یہ تحریک ہے۔ علم و دانش کی، عمل و جفاکشی کی، اپنے تہذیبی ورثہ میں جائز فخر کی، طاقتور ممالک کے ظلم و استحصال کے خلاف جہاد کی‘‘۔

آخر سلام کی جلاوطنی 1996ء کے آخر میں اُس وقت ختم ہوگئی جب وہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں اپنے بزرگ والدین کے پہلو میں دفن ہوئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 جولائی 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کام کیا کیا نہ محبت کا نشہ کرتا ہے
سجدۂ شوق کو مقتل میں ادا کرتا ہے
ایک نشہ سا رگ و پے میں اُترتا جائے
اِک کرشمہ سا ترا دستِ شفا کرتا ہے
یہ کرامت تو فقط تیرِ دُعا میں دیکھی
شورِ محشر صفِ اعدا میں بپا کرتا ہے
جس کا مقصود ہی خالق کی رضا ہو ہر پَل
تیورِ خلق کی پروا ہی وہ کیا کرتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

27th July 2012 – 2nd August 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 27th July 2012

00:00 MTA World News
00:20 Seerat-un-Nabi
01:00 Dars-ul-Qur'an
03:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
03:50 Calling all Cooks: cooking competition programme
04:15 Kehkashaan: a discussion programme on the topic of Sehri and Iftari
04:55 Liqa Ma'al Arab: a sitting of Arabic speaking friends and Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:05 Yassarnal Qur'an
07:30 Rah-e-Huda
09:00 Indonesian Service
10:05 Darsul Qur'an
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi (saw)
13:45 Tilawat
14:05 Yassarnal Qur'an [R]
14:30 Bengali Service
15:30 Khilafat-e-Ahmadiyya: An Urdu documentary about the blessings of Khilafat.
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:25 Beacon of Truth
19:10 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
20:15 Fiq'ahi Masa'il
20:55 Friday Sermon [R]
22:05 Darsul Qur'an [R]
23:50 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Saturday 28th July 2012

00:50 MTA World News
01:05 Darsul Qur'an
02:55 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir.
03:45 Friday Sermon: rec. on 27th July 2012
04:55 Liqa Ma'al Arab: recorded on 13th May 1997
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:05 International Jama'at News
07:40 Al-Tarteel
08:10 Friday Sermon [R]
09:20 Story Time
09:45 Indonesian Service
10:45 As-Sayyam
11:20 Darsul Qur'an
13:00 Tilawat
13:10 Story Time: Islamic stories for children
13:35 Al-Tarteel
14:05 Bengali Service
15:15 As-Sayyam [R]
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 MTA World News
18:20 Calling All Cooks
18:50 Dars-e-Hadith
19:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
20:00 International Jama'at News
20:35 Story Time [R]
21:05 Darsul Qur'an [R]
22:35 Friday Sermon [R]
23:50 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Sunday 29th July 2012

00:45 As-Sayyam
01:15 Darsul Qur'an
03:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
03:45 Friday Sermon: rec. on 27th July 2012
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:15 Yassarnal Qur'an
07:40 Gulshan Waqfe Nau Nasirat class with Huzoor recorded on 24th January 2009
08:45 Faith Matters
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an
12:50 Tilawat
13:00 Friday Sermon
14:10 Bengali Reply to Allegations
15:10 Gulshan Waqfe Nau Nasirat class [R]
16:35 Seerat-un-Nabi
17:25 Kids Time
18:00 MTA World News
18:25 Al-Maa'idah: culinary programme
19:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
20:15 Al Muslima'at: the role of women in the Western world
20:50 Dars-ul-Qur'an
22:30 Friday Sermon [R]
23:35 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Monday 30th July 2012

00:35 MTA World News
01:00 Dars-ul-Qur'an
03:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
04:00 Friday Sermon: rec. on 27th July 2012
05:15 Seerat-un-Nabi
06:00 Tilawat
06:50 Seerat-un-Nabi
07:15 International Jama'at News
07:45 Al-Tarteel
08:25 Muslim Scientists
09:00 Al-Maa'idah: culinary programme
09:45 Friday Sermon
11:00 Dars-ul-Qur'an
13:00 Tilawat
13:10 Dars-e-Hadith
13:30 Al Tarteel [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Seerat-un-Nabi
15:45 Rah-e-Huda
17:25 Benefits of Ramadhan
18:00 MTA World News
18:25 Al-Maa'idah [R]
19:05 Muslim Scientists [R]
19:30 Benefits of Ramadhan [R]
20:05 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
22:30 Benefits of Ramadhan [R]
23:15 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Tuesday 31st July 2012

00:10 Dars-e-Hadith
00:30 Seerat-un-Nabi
01:10 Blessings of Ramadhan
01:55 Al-Tarteel
02:20 Dars-ul-Qur'an
04:20 Seerat-un-Nabi [R]
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:20 Insight
07:30 Yassarnal Qur'an
08:15 Calling all Cooks: cooking competition programme
08:30 Prophecies about the Holy Prophet (saw)
09:15 Learning French
09:45 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an
13:00 Tilawat
13:10 Dars-e-Hadith
13:30 Yassarnal Qur'an
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Hamdiyya Majlis
16:05 Prophecies about the Holy Prophet (saw) [R]
16:45 Learning French [R]
17:10 Seerat-un-Nabi
17:50 MTA World News
18:15 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon recorded on 27th July 2012.
19:10 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
19:55 Insight
20:30 Calling All Cooks [R]
20:55 Dars-ul-Qur'an
22:30 Hamdiyya Majlis
23:25 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

Wednesday 1st August 2012

00:20 MTA World News
00:35 Seerat-un-Nabi (saw)
01:20 Dars-ul-Qur'an
03:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
04:00 Dars-e-Hadith
04:10 Hamdiya Majlis
05:00 Real Talk
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:10 Al-Maa'idah: culinary programme
07:45 Al-Tarteel
08:10 Hamdiya Majlis
09:10 Indonesian Service
10:15 Dars-ul-Qur'an
11:45 Swahili Service
12:05 Tilawat
12:25 Al-Tarteel
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Seerat-un-Nabi
14:35 Dars-e-Malfoozat [R]
14:50 Friday Sermon
15:45 Dua-e-Mustaja'ab
16:20 Fiq'ahi Masa'il
16:55 Dars-e-Malfoozat [R]
17:15 MTA World News
17:35 Al-Maa'idah: culinary programme
18:10 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
19:10 Real Talk
20:20 Hamdiya Majlis [R]
21:20 Dars-ul-Qur'an [R]
22:50 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq
23:55 MTA World News

Thursday 2nd August 2012

00:15 Seerat-un-Nabi
00:40 Al-Tarteel
01:05 Dars-ul-Qur'an
02:45 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Hani Tahir
03:45 Liqa Ma'al Arab: recorded on 23rd October 1997
05:05 Friday Sermon
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
07:20 Yassarnal Qur'an
08:10 Beacon of Truth: an English discussion programme exploring various matters relating to Islam
09:00 Kehkashaan: a discussion programme on the topic of Sehri and Iftari
09:45 Indonesian Service: a variety of programmes in Indonesian
11:00 Dars-ul-Qur'an
13:00 Tilawat
13:20 Yassarnal Qur'an
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad on 27th July 2012.
15:05 Seerat-un-Nabi (saw)
15:55 Calling all Cooks: cooking competition programme
16:25 Beacon of Truth
17:15 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:20 Calling all Cooks [R]
18:55 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq
20:00 Faith Matters
21:00 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: recitation of the Holy Qur'an by Qari Muhammad Aashiq

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 20 July, 2012 | Issue No. 29

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ اپریل 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط اول)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام براہین احمدیہ حصہ چہارم کے حاشیہ میں فارسی کلام میں فرماتے ہیں ؎

کاروبارِ عاشقاں کارِ جدا است
برتر از فکر و قیاساتِ شما ست
فانیاں را مانعے از یار نیست
بچہ و زن بر سرِ شاں بار نیست
با دد صد زنجیر ہر دم پیشِ یار
خار با او گُل گُل اندر ہجر خار
تو بیک خارے بر آری صد فغاں
عاشقاں خنداں بپائے جانفشاں

ترجمہ:”عاشقوں کا کاروبار ہی جدا ہے اور تم لوگوں کے فکروقیاس سے بالاتر ہے۔
فانی لوگوں کے لئے کوئی چیز بھی یار سے مانع نہیں۔
بیوی اور بچے ان کے سر پر بوجھ نہیں ہوتے۔
سینکڑوں بندھنوں کے باوجود ہردم محبوب کے حضور میں رہتے ہیں۔اس کے ہمراہ ان کو کانٹے پھول اور اس کے بغیر پھول کانٹے معلوم ہوتے ہیں۔
تُو تو ایک کانٹے کی وجہ سے سینکڑوں چیخیں مارتا ہے اور عاشق اپنی جان قربان کرکے بھی ہنستے رہتے ہیں۔“

(درثمین فارسی مترجم از حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصول ہونے والی ماہانہ Persecution Report بابت ماہ اپریل 2012ء سے ماخوذ چند المناک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

قبر کی بے حرمتی وہ بھی پولیس کی مدد سے

میرپور سندھ، 6 اپریل: مکرم منصور اقبال ربانی صاحب کی قبر پر چند مقامی مولویوں نے دھاوا بولا، توڑ پھوڑ کی اور کتبہ اکھاڑ دیا۔مکرم منصور صاحب کی وفات کچھ عرصہ قبل ہوئی تھی اور آپ کی تدفین آپ کی ذاتی زمین میں کی گئی تھی جہاں کچھ اور احمدی بھی مدفون تھے۔بعدازاں یہ زمین ایک اور پارٹی کو بیچ دی گئی تھی۔حال ہی میں مکرم منصور اقبال صاحب کے صاحبزادے مکرم نوشاد احمد صاحب نے قبر کی مٹی درست کرکے نیا کتبہ نصب کیا تھا جس کی بھنک مولوی کو پڑگئی اور وہ ”خدمت اسلام“ کے لئے نکل پڑا۔شرف انسانیت قائم کرنے والے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی اور مسجد کے منبر کا مالک کہلانے کے باوجود مولوی قبر کی بے حرمتی کے لئے اپنے ساتھ طرح طرح کے بدمعاش لایا اور اپنی حمائت میں قانون کی محافظ پولیس کی بھی ویگن بھرلایا۔یہ جتھہ غرور وتکبر میں مست تھا۔رعونت سے بھرے ان لوگوں نے زمین کے مالکان سے بدتمیزی کی، قبروں کی بے حرمتی کی اور قبر کا نیا کتبہ اکھاڑ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

ویسے جب اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قانون کے محافظ ساتھ ہوں تو ڈر کس کا!!!

احمدی کی بعد وفات تدفین اور معاندین کی طرف سے قبرکشائی کا دلسوز سانحہ

خانیوال، 19/اپریل: مکرم شیخ غلام سرور صاحب کی وفات 19/اپریل کو ہوئی۔ آپ کے غیر از جماعت بھائیوں نے مولوی سے مشورہ کرکے جنازہ اور تدفین کا انتظام خود کرنے کا فیصلہ کیا۔مقامی جماعت نے مرحوم کے بیٹوں کو کہا کہ چونکہ مرحوم ایک احمدی تھے لہذا تجہیز وتکفین احمدیوں کو کرنی چاہئے اور اگر غیر احمدی رشتہ دار جنازہ ادا کرنا چاہیں تو انہیں ایسا کرنے دیں۔لیکن مرحوم کے بڑے بھائی کی وصیت کے مطابق مکرم سرور صاحب کا جنازہ ہوا اور عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔

لیکن تہتر فرقوں کے اس دیس میں مولوی تماشا کرنا جانتا ہے اور اس کو وہ وہ شرارت سوجھتی ہے کہ شیخ نجدی بھی شرماتا ہوگا۔بعد تدفین ایک اور مسلک کا مولوی اٹھا اور اس نے واویلا مچادیا کہ ایک احمدی کی مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین سے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا گیا ہے۔درا صل مکرم سرور صاحب کا جنازہ پڑھانے والے مولوی کا مسلک اس شور شرابہ کرنے والے مولوی کے مسلک سے مختلف ہے۔قصہ مختصر کہ ان دو مولویوں کے باہمی نزاع کا دلخراش نتیجہ سامنے آیا۔فسادی مولوی نے فتویٰ جاری کیا کہ جن لوگوں نے مرحوم کا جنازہ پڑھا ہے ان سب کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اور وہ سب دائرہ اسلام سے خارج ہوچکے ہیں۔مولویوں کے اس جتھے نے دین کے نام پر فساد اور شرارت کی انتہا کرتے ہوئے نہایت بے شرمی سے مرحوم کے بیٹوں کو دھمکی دی کہ اپنے باپ کی نعش قبرستان سے نکال لو ورنہ ہم اس میت کی باقیات بزور بازو اکھیڑ کر باہر پھینک دیں گے۔نیز ان مولویوں نے اس موضوع پر ایک بڑا جلسہ کرنے کی بھی دھمکی دی۔لگتا ہے کہ مبینہ طور پر اسلام کے نام پر بننے والے پاکستان میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنے کے لئے احمدیوں کو تو مل بیٹھنے کی بھی اجازت نہیں ہے جبکہ مولوی بے لگام اور فسادی مادر پدر آزاد!

اس نازک صورت حال میں مرحوم کے بیٹوں کے پاس جماعت احمدیہ سے تعاون کی درخواست کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں بچا تھا اور جماعت احمدیہ عالمگیر ہمیشہ کی طرح مظلوموں کی دادرسی پر کمربستہ ہے۔جماعت کے نمائندگان نے مشورہ دیا کہ قانون کا احترام فرض ہے۔جس پر جج کے سامنے درخواست کی گئی کہ مدفون کی قبرکشائی کرنے اور پھر احمدیہ قبرستان میں تدفین کا قانونی اجازت نامہ مرحمت کیا جائے۔

19/اپریل کی مقررہ تاریخ پر مولویوں کی ایک بڑی تعداد عدالت میں جمع ہوگئی جہاں جج نے پولیس کی حفاظت اور نگرانی میں قبرکشائی کی اجازت دی۔

لیکن لگتا ہے کہ مولوی کا شرارت میں شیطان سے مقابلہ جاری ہے یعنی ”ختم نبوت کا صدر“ کہلانے والا شریروں کا سرغنہ مولوی خود بخود اپنے طور پر قبر کھودنے پہنچ گیا جس پر اسے مطلع کیا گیا کہ عدالتی فیصلہ ہے کہ قبرکشائی صرف اور صرف پولیس کی نگرانی میں ہوگی۔

اس شام پولیس، انٹیلی جنس اور ذرائع ابلاغ کے نمائندگان کے سامنے یہ تکلیف دہ اور اذیت ناک مرحلہ طے ہوا۔اگلی صبح روزنامہ ڈان نے لکھا کہ ”یہ مرحلہ ہزاروں مقامی لوگوں اور مذہبی لیڈروں کے سامنے مکمل کیا گیا“۔

ایک احمدی کا اغوا

جوہر ٹاؤن لاہور، 13 مارچ: مکرم علی مہر صاحب ابن مکرم راجہ مہر احمد عمر صاحب بیرون ملک سے جوہر ٹاؤن لاہور کے علاقہ F-11-334 میں رہائش پذیر اپنے رشتہ داروں سے ملنے آئے تھے۔آپ کو مورخہ 13 مارچ کو اغوا کرلیا گیا اور اغوا کاروں نے ساڑھے چار لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کیا۔ بعد مذاکرات تقریباً سوا دو لاکھ روپے ادا کرکے مورخہ 16 مارچ کو مغوی کی بحفاظت رہائی عمل میں آئی۔قبل ازیں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف اغوا برائے تاوان کی وارداتوں کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جاچکا ہے۔

احمدی طالب علم سے امتیازی سلوک

پریم کوٹ، حافظ آباد: مکرم محمد عبداللہ صاحب نے میٹرک کا سالانہ امتحان دینے کے لئے جب داخلہ فارم بھرا تو پاکستان میں وبا کی طرح پھیلی ہوئی مذہبی انتہا پسندی کی بنا پر جاری امتیازی سلوک کا نشانہ بن گئے۔اس احمدی طالب علم کو کہا گیا کہ وہ ”اسلامیات“ کی بجائے ”اخلاقیات“ کے پرچہ میں بیٹھ کر امتحان دے سکتا ہے۔اور متعلقہ تعلیمی بورڈ نے طالب علم کی رول نمبر سلپ میں بھی ازخود یہ ناواجب تبدیلی کرڈالی۔اور اب اس طالب علم کا والد تعلیمی بورڈ کے دفتر میں دھکے کھانے پر مجبور ہے کہ اس نامناسب حرکت کا ازالہ کیا جاسکے۔

احمدی طالب علم کو ملنے والی دھمکیاں

سرگودھا: مکرم حسن محمد طاہر ابن مکرم محمد طاہر بٹ صاحب کا تعلق احمد نگر ربوہ سے ہے۔آپ آج کل سرگودھا میں مقیم ہیں اور پیرا میڈیکل کالج میں زیر تعلیم ہیں۔آپ کا شعبہ ”حفظان صحت“ سے متعلق ہے اور اس ڈیپارٹمنٹ میں آپ اکیلے احمدی ہیں۔گزشتہ چند ماہ سے آپ کو کالج میں منظّم مخالفت کا سامنا ہے۔آپ کے موبائل فون پر جان سے ماردینے کی دھمکیوں میسج بھیجے جارہے ہیں۔اب حال ہی میں احمد نگر ربوہ میں آپ کی رہائشگاہ پر مندرجہ ذیل دھمکی آمیز پیغام بھیجا گیا ہے:

”اگر حسن آج یا کل گھر سے نکلا تو زندہ نہیں بچے گا۔اور اگر دوبارہ سرگودھا گیا تو اس کی جان محفوظ نہیں ہے“۔

مکرم حسن صاحب کو اضافی احتیاطی اور حفاظتی اقدامات کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

”ہیومینٹی فرسٹ احمدیہ ووکیشنل کالج“ منروویا (لائبیریا) کی پہلی گریجوایشن

ڈپٹی منسٹر آف فارن افیئرز تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔

(رپورٹ: منصور احمد ناصر۔چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ۔لائبیریا)

2008ء میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے وائس پریذیڈنٹ آف لائبیریا جناب Joseph N.Boakai نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے حکومت کی طرف سے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ طویل خانہ جنگی کی وجہ سے نوجوانوں کی اکثریت بیروزگار اور غیر یقینی صورتحال کا شکار ہے۔ انہوں نے اپیل کی کہ اگر جماعت احمدیہ ان نوجوانوں کو مختلف ہنر سکھانے کے لئے ایک ووکیشنل سکول کا اجراء کرسکے تو نہ صرف ان نوجوانوں کو روشن مستقبل مل جائے گا بلکہ جماعت کا یہ اقدام حکومت کی بہت بڑی مدد ہوگی۔ بعدازاں یہ خود ایک وفد کے ہمراہ لندن میں حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور یہی درخواست حضور اقدس کی خدمت میں بھی پیش کی جسے حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور ان سے تعاون کا وعدہ فرمایا۔

چنانچہ حضور اقدس کی ہدایات کے تحت اس ادارہ کے قیام کی ذمہ داری ہیومینٹی فرسٹ USA کو سونپی گئی۔ پاکستان سے 5 ٹیچرز کا انتخاب کیا گیا اور ضروری مشینری اور دیگر سامان کا کنٹینر بھجوایا گیا۔ مارچ 2011ء میں باقاعدہ کلاسز کا آغاز کردیا گیا۔اور اس کا افتتاح بھی خود وائس پریذیڈنٹ نے کیا اور اس موقع پر وہ بیحد خوش تھے کہ جماعت احمدیہ نے اپنا وعدہ پورا کردکھایا اور یوں ان کا خواب شرمندہ ٔ تعبیر ہوا۔اس ادارہ کا نام حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ”ہیومینٹی فرسٹ احمدیہ ووکیشنل کالج“ منظور فرمایا۔

تقریب گریجوایشن

26/مئی بروز ہفتہ پہلے Batch کی گریجوئیشن کی تقریب YMCA کے ہال میں منعقد ہوئی۔تقریب کا آغاز سہ پہر ساڑھے تین بجے ہونا تھا مگر ہال وقت سے پہلے ہی کھچا کھچ بھرگیا۔اور کامیاب ہونے والے طلباء کا جوش دیدنی تھا۔9 مختلف ٹریڈز میں مجموعی طور پر 150 طلباء کامیاب ہوئے۔ ہر ٹریڈ کے طلباء مخصوص رنگ کی ٹی شرٹس جن پر ہیومینٹی فرسٹ کا Logo، کالج کا نام اور متعلقہ ٹریڈ کا نام خوبصورتی سے پرنٹ کیا گیا تھا میں ملبوس تھے۔رنگوں کا یہ امتزاج دلکش منظر پیش کررہا تھا۔

طلباء کے علاوہ ان کے عزیز واقارب اور دوست احباب بھی ان کی حوصلہ افزائی کے لئے بھاری تعداد میں موجود تھے۔

ڈپٹی منسٹر آف فارن افیئرز Mr. Sando Weyne تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ ان کے علاوہ معزز مہمانوں میں ایجوکیشن منسٹر کے نمائندہ، SOS کے ڈائریکٹر اور ڈسٹرکٹ 9 کے عوامی نمائندہ بھی شامل تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کی انگلش ٹرانسلیشن کے ساتھ ہوا جو مبلغ سلسلہ مکرم محمد زکریا صاحب نے کی۔مکرم محمد اینن صاحب کوآرڈینیٹر ہیومینٹی فرسٹ لائبیریا نے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں